بسم اللہ الرحمن الرحیم

خواتین

کی اعلی دینی و عصری تعلیم

(اسلامی نقطۂ نظر)

اختر امام عادل قاسمی

بانی و مہتمم جامعہ ربانی منورواشریف بہار الہند

دائرۃ المعارف الربانیۃ

جامعہ ربانی منورواشریف، سمستی پور بہار

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب:- خواتین کی اعلیٰ دینی وعصری تعلیم -اسلامی نقطۂ نظر

مصنف:- مولانا مفتی اختر امام عادل قاسمی

صفحات:- ۷۰

سن اشاعت:- ۱۴۴۴ھ م ۲۰۲۲ء

ناشر:- دائرۃ المعارف الربانیہ جامعہ ربانی منوروا شریف سمستی پور بہار

ملنے کے پتے

☆مرکزی مکتبہ جامعہ ربانی منوروا شریف، پوسٹ سوہما،
ضلع سمستی پور بہار انڈیا848207

موبائل نمبر:9934082422-9473136822

☆مکتبہ الامام، سی 212، امام عادل منزل، گراؤنڈ فلور،
شاہین باغ، ابوالفضل پارٹ ۲، اوکھلا، جامعہ نگر، نئی دہلی 25

مندرجات کتاب

صفحات	مضامین	سلسلہ نمبر
۵	اسلام سے قبل علم کا معیار	۱
۶	عورت اسلام سے قبل	۲
۷	علم کا آغاز	۳
۷	علم پر زور	۴
۸	خواتین کی تعلیم سے متعلق ابواب اور کتابیں	۵
۱۱	علم انسانی عظمت کی ضمانت ہے	۶
۱۲	مسلمانوں کے یہاں علم و علماء کی قدر افزائی	۷
۱۴	غیر مسلم اقوام کی تنگ نظری	۸
۱۶	آیات قرآنی	۹
۱۹	احادیث و آثار	۱۰
۲۶	خاص تعلیم نسواں سے متعلق روایات	۱۱
۳۰	تعلیم و تربیت کا عمومی ماحول	۱۲
۳۱	چند ممتاز اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین	۱۳
۳۱	علوم قرانی	۱۴
۳۴	علم حدیث	۱۵
۳۷	خواتین کی صنفی حیثیت کالحاظ	۱۶

سلسلہ نمبر	مضامین	صفحات
۱۷	خواتین کی علمی تصنیفات	۳۸
۱۸	فقہ و فتاوی	۳۸
۱۹	عصری علوم وفنون میں خواتین کا حصہ	۴۰
۲۰	شعر وادب	۴۱
۲۱	خطاطی وخوشنویسی	۵۰
۲۲	علم طب (میڈیکل سائنس)	۵۳
۲۳	تقریر وخطابت	۵۴
۲۴	دیگر علوم وفنون	۵۶
۲۵	خواتین کو اعلی علمی خطابات	۶۱
۲۶	حکم شرعی	۶۳
۲۷	علم کی قسمیں	۶۳
۲۸	تعلیم نسواں کے بنیادی حدود	۶۴

اسلام علم و معرفت کا مذہب ہے، علم و فن کے فروغ اور فکر و شعور کے ارتقاء میں اسلام اور مسلمانوں کا کردار بنیادی اہمیت رکھتا ہے، اسلام سے پہلے دنیا علم و عرفان کی حقیقی عظمت سے نا آشنا تھی۔

اسلام سے قبل علم کا معیار

عرب تو خیر نوشت و خواند سے بھی محروم تھے، مگر اس دور کی نسبتاً زیادہ مہذب اقوام (یہودی اور عیسائی وغیرہ) میں بھی تعلیم و تعلم کا نام و نشان نہ تھا، عیسائی علماء (پادریوں) میں جو تعلیم رائج تھی وہ صرف بائبل کے حروف سیکھ لینے تک محدود تھی، ترجمہ و تشریح کا کوئی تصور موجود نہ تھا، بعض یہودی داستان نویسوں نے جو افسانے اور کہانیاں لکھی تھیں ان کو حقیقی علم کا درجہ دیدیا گیا تھا، پھر رفتہ رفتہ انہی بے سروپا داستان کا درجہ وحی الٰہی کے برابر تسلیم کر لیا گیا تھا۔

ہندستان میں شریمد بھاگوت اور ۱۸/ پرانوں کی حکومت تھی، یہاں مہابھارت اور رامائن کے فرضی قصے علم کی معراج تصور کئے جاتے تھے، دیوتاؤں اور فرشتوں کی برتری کے ذکر سے ہنود اور یہود کی کتابیں بھری پڑی ہے، انسان کو ہمیشہ ان کے سامنے ایک پرستار اور پجاری کی شکل میں ظاہر کیا گیا ہے۔۔۔یہی حال چین اور ایران کا بھی تھا، اور یورپ کا تو کوئی شمار ہی نہیں تھا، پورے یورپ میں علم کی کوئی کرن تک موجود نہ تھی[1]

اور اس پر المیہ یہ کہ بعض اقوام میں جو تھوڑی بہت تعلیم تھی وہ بھی انسانیت کے ہر طبقہ کے لئے عام نہ تھی، اس کے چہار طرف ایسی سنگینیاں حائل تھیں، جن کو عبور کرنا ہر ایک

---

[1] ۔رحمۃ اللعالمین ج۳/ ص۳۴۸ مصنفہ قاضی سلیمان سلمان منصور پوری

کے لئے آسان نہ تھا، مثلاً ہندو مذہب کی رو سے 'شودروں' کے لئے 'ویدوں' کا شلوک سننا بھی ناجائز تھا، اور اس کی سزا یہ تھی کہ ان کے کانوں میں گرم پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جاتا تھا۔ عیسائی مذہب میں علم و تحقیق کی بالکل اجازت نہ تھی کوئی نیا علمی نظریہ پیش کرنا عیسائی علماء کے یہاں ناقابل معافی جرم تھا۔ چنانچہ ان کی کوتاہ نظری کی وجہ سے بہت سے مفکر بے دین اور بہت سے حکماء جادو گر قرار دیئے گئے[2]

عورت اسلام سے قبل

بے چاری غریب عورت کا تو پوچھنا ہی کیا، اس کا وجود ہی باعث شرم تھا بہت سی قوموں میں اسی ذلت سے بچنے کیلئے لڑکیوں کے قتل کر دینے کا رواج ہو گیا تھا، جہلاء تو درکنار علماء او رپیشوایان مذہب تک میں مدتوں یہ سوال زیر بحث رہا کہ آیا عورت انسان بھی ہے یا نہیں؟ ہندو مذہب میں ویدوں کی تعلیم کا دروازہ عورت کیلئے بند تھا، بودھ مت میں عورت سے تعلق رکھنے والے کیلئے نروان کی صورت نہ تھی، مسیحیت و یہودیت کی نگاہ میں عورت ہی تمام برائیوں کی جڑ مانی جاتی تھی، یونان میں شریف گھرانوں کی عورتوں کیلئے نہ علم تھا نہ تہذیب و ثقافت تھی اور نہ کوئی تمدنی حق، یہ چیزیں پیشہ ور طوائف کا شیوہ سمجھی جاتی تھی، اور ایران، چین، مصر اور تہذیب انسانی کے دوسرے مرکزوں کا حال بھی قریب قریب ایسا ہی تھا[3]

قرآن مجید نے عورت کے تعلق سے اس جاہلی تصور کو نہایت بلیغ انداز میں بیان کیا ہے۔

واذا بشر احدھم بالانثیٰ ظل وجھہ مسودا وھو کظیم

---

2 ۔سہ ماہی دعوت حق تعلیم نسواں نمبر ص ۳۰/ ج ۱/ ش ۳، ۴/ شائع کردہ جامعہ ربانی منورواشریف بہار

3 ۔بحوالہ پردہ ص ۱۸۸/ مولانا مودودی

يتوارى من القوم من سوءمابشربہ ايمسکہ على هون
ام يدسہ فى التراب[4]

ترجمہ: اور ان میں سے جب کسی کو بیٹی پیدا ہونے کی خبر دی جاتی ہے تو اس کے چہرہ پر سیاہی چھا جاتی ہے اور وہ زہر کا ساگھونٹ پی کر رہ جاتا ہے اس خبر سے جو شرم کا داغ اس کو لگ گیا ہے اس کے باعث لوگوں سے منہ چھپاتا پھرتا ہے اور سوچتا ہے کہ آیا ذلت کے ساتھ بیٹی کو لئے رہوں یا مٹی میں دبادوں۔

علم کا آغاز

ایسے ہی جاہلانہ اور ظلمت گزیدہ ماحول میں اسلام آیا اور پیغمبر اسلام پر پہلی وحی پڑھنے اور لکھنے سے متعلق نازل ہوئی۔

اقرء باسم ربک الذى خلق،خلق الانسان من علق،اقرء
وربک الاکرم،الذى علم بالقلم،علم الانسان مالم يعلم[5]

ترجمہ: اپنے رب کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا، انسان کو بستہ خون سے پیدا کیا، پڑھ اور تیرا رب تو بڑا اکرم والا ہے، اسی نے قلم کے ذریعہ علم کی تعلیم دی، اس نے ان علوم کی تعلیم دی انسان کو جنہیں وہ نہیں جانتا تھا۔

علم پر زور

قرآن وحدیث میں علم پر کس قدر زور دیا گیا اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ "المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الکریم" کے اعداد وشمار کے مطابق قرآن میں علم کا

---

4 ۔النحل:۵۸،۵۹

5 ۔علق:۱،۵

ذکر اسی (۸۰) بار اور علم سے نکلے ہوئے الفاظ کا ذکر سیکڑوں بار آیا ہے۔ عقل کی جگہ " الباب" کا لفظ سولہ (۱۶) بار اور " نہیٰ" کا ذکر دو بار آیا ہے، پھر عقل کے مصدر سے نکلنے والے الفاظ انچاس (۴۹) جگہ آئے ہیں، نیز فکر کے مصدر سے نکلنے والے الفاظ اٹھارہ (۱۸) جگہ اور فقہ سے نکلنے والے الفاظ اکیس (۲۱) جگہ آئے ہیں، اسی طرح لفظ حکمت بیس (۲۰) بار اور برھان سات (۷) دفعہ ہے، پھر وہ الفاظ جن کا تعلق علم و فکر سے ہے مثلا: دیکھو، غور کرو، وغیرہ، یہ ان کے علاوہ ہیں

یہی حال احادیث کا ہے حدیث کی تقریبا تمام کتابوں میں علم سے متعلق پورے ابواب ملیں گے مثلا صحیح بخاری میں وحی اور ایمان کے ابتدائی ابواب کے بعد کتاب العلم ہے، جس میں حافظ ابن حجرؒ کے بقول چھیاسی (۸۶) مرفوع حدیثیں مکررات کو چھوڑ کر اور صحابہ و تابعین کی بائیس (۲۲) روایتیں ہیں، مؤطا امام مالکؒ اور صحاح ستہ کی دیگر کتابوں میں بھی علم سے متعلق ابواب ہیں، مسند احمد کی ترتیب سے متعلق کتاب الفتح الربانی میں علم سے متعلق اکیاسی (۸۱) حدیثیں ملتی ہیں، حافظ نورالدین ہیثمی کی کتاب "مجمع الزوائد" میں علم کی موضوع پر احادیث چوراسی (۸۴) صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں، مستدرک حاکم میں علم سے متعلق حدیثیں چوالیس (۴۴) صفحات پر ہیں، حافظ منذری کی کتاب "الترغیب والترھیب" میں ایک سو چالیس (۱۴۰) روایتیں ہیں، علامہ محمد بن سلیمانؒ کی "جمع الفوائد" میں ایک سو چون (۱۵۴) احادیثیں ہیں[6]۔

خواتین کی تعلیم سے متعلق ابواب اور کتابیں

خاص عورتوں کی تعلیم و تربیت سے متعلق بہت سی احادیث و روایات موجود ہیں، حدیث کی اہم کتابوں میں عورتوں کی تعلیم کے لئے مستقل ابواب موجود ہیں، امام بخاریؒ نے باب

---

6 - مقدمہ کتاب العلم للنسائی ص ۱۴ تا ۱۵ ڈاکٹر طٰہٰ جابر علوانی، امریکہ

قائم کیاہے،باب عظۃالنساءوتعلیمھن[7]،ایک دوسراباب ہے،باب موعظۃالامام النساء یوم العید[8]،ایک اورباب ہے،باب ھل تجعل للنساءیوم علی حدۃ فی العلم[9]،ایک باب ہے،باب تعلیم النبی ﷺ من الرجال والنساء مماعلمہ اللہ[10]،امام نسائی نے باب قائم کیا،باب موعظۃ الامام النساءبعد الفراغ من الخطبۃ وحثٰھن علی الصدقہ[11]،ھل یجعل العالم للنساء یوماعلی حدۃ فی طلب العلم[12]۔

علماء طبقات نے اپنی کتابوں میں خاص طور سے عورتوں کی دینی تعلیمی خدمات اور جلالت شان کااعتراف کیاہے اور علماء کی طرح عالمات کے ذکر جمیل سے کتابوں کوزینت دی ہے ، چنانچہ تمام کتب طبقات ورجال کے آخر میں "کتاب النساء "کے عنوان سے ان کے مستقل حالات وواقعات موجودہیں بلکہ خواتین کی دینی خدمات وواقعات پر مستقل کتابیں تصنیف کی گئی ہیں یہاں تک کہ بہت سے اہل علم وکمال خواتین کے لیکچرز اور تقاریر بھی پوری طرح محفوظ کئے گئے ہیں اس سلسلہ میں متقدمین کی چند کتابوں کے نام یہ ہیں:

(۱) عشرۃالنساء(امام طبرانیؒ)(۲) عشرۃالنساء(حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد شامی)

(۳) بلاغات النساء(ابن طیفور)(۴) آداب النساء(ابن جوزی)(۵) کتاب النساء(امام مسلمۃ بن

---

7 -بخاری ج۱/ص۱۹۳

8 -بخاری ج۲/ص۴۶۶

9 -بخاری ج۱/ص۱۹۵

10 -بخاری ج۲/ص۲۹۲

11 -سنن نسائی ج۳/ص۱۹۲

12 -کتاب العلم لنسائی/ص۱۶۹

قاسم اندلسی)(٦)اشعار النساء(مرزبانی)(٧)نزہۃ الجلساء فی اشعار النساء(امام سیوطی)وغیرہ،

یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے، چنانچہ زمانہ قریب کی تصنیفات میں درج ذیل کتابیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

(٨)الدر المنثور فی طبقات ربات الخذور(سیدہ زینب بنت علی سعدیہ مصر)(٩)اعلام النساء فی عالمی العرب والاسلام (عمر رضا کحالہ)(١٠)المرأۃ المسلمۃ(وھبی سلیمان غاوجی البانی) (١١) المرأۃ فی القرآن(عباس محمود عقاد)(١٢) المرأۃ المسلمۃ(محمد فرید وجدی)(١٣)خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات (قاضی اطہر مبارک پوریؒ)(١٤)تذکرہ نسوان ہند (فصیح الدین بلخی) (١٥)مشاہیر نسواں (مولوی محمد عباس ایم،اے)(١٦) تذکرۃ النساء نادری(منشی درگا پرساد نادر کھتری)(١٧)تذکرۃ الخواتین(عبد الباری آستی)(١٨)مشاہیر النساء(ذہنی آفندی)(١٩)بیگمات اودھ(تصدق حسین)(٢٠)بیگمات شاہان اودھ(خواجہ عبد الرؤف عشرت لکھنوی) (٢١) خواتین اسلام کی بہادری(مولانا سید سلیمان ندویؒ)(٢٢)خواتین اسلام اوردین خدمت (مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)(٢٣) مسلمان خواتین کی دینی وعلمی خدمات (سید محمد سلیم)(٢٤) باکمال مسلمان خواتین(مولانا عبد القیوم ندوی)(٢٥)نیک بیبیاں(ڈاکٹر شائستہ اکرام اللہ سہر وردی) (٢٦) خواتین کشمیر(منشی محمد الدین فوق کاشمیری)(٢٧)شرف النساء(جناب عنایت عارف) (٢٨)تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین(طالب الہاشمی)(٢٩) سہ ماہی دعوت حق "تعلیم نسواں نمبر"(شائع کردہ جامعہ ربانی منورواشریف سمستی پور، بہار)

مذکورہ بالا اعداد وشمار یہ سمجھنے کے لئے کافی ہیں کہ اسلام نے تعلیم وتعلم کے معاملہ میں کسی تنگ نظری سے کام نہیں لیاہے، اس نے پوری وسعت کے ساتھ انسانیت کے ہر طبقہ کو اس میں شامل کیاہے، علم اور علماء کی ایسی پذیرائی اور قدر افزائی انسانی تاریخ میں پہلی بار اسلام کی

طرف سے کی گئی۔

علم انسانی عظمت کی ضمانت ہے

پچھلی قوموں کے مذہبی تصورات اور کتابوں میں انسان جیسی بالادست اور قابل تعظیم مخلوق کو دیوی دیوتاؤں اور فرشتوں کے سامنے سجدہ ریز بتایا گیا تھا، اسلام نے بتایا کہ علم زندگی کی علامت اور عظمت وقوت کی ضمانت ہے، علم کی بدولت فرد وقوم کو زندگی کی عظمت نصیب ہوتی ہے، اور علم کے فقدان سے پوری پوری قوم مردہ ہوجاتی ہے، جس کے پاس علم کا سرمایہ موجود ہوا سے کوئی طاقت ذلت وپستی میں نہیں ڈھکیل سکتی، قرآن پاک کی درج ذیل آیات اسلام کے نظریۂ علم کو دوٹوک طور پر ظاہر کرتی ہے۔

یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتو العلم درجات[13]

ترجمہ: اللہ ان لوگوں کے درجات بلند کرتا ہے، جو صاحب ایمان اور صاحب علم ہیں۔

اسلام نے انسانیت کی عظمت کا راز بتایا کہ انسان کو اللہ نے ایسے علم کی دولت سے نوازا ہے جس میں کائنات کا کوئی طبقہ اس میں شریک نہیں، بابائے انسانیت حضرت آدم علیہ السلام کو علامتی طور پر جو "علم الاسماء" دیا گیا اس کی عظمت ورفعت کے سامنے فرشتوں اور جنوں کی پیشانیاں بھی جھک گئیں:

ولقد خلقناکم ثم صورناکم ثم قلنا للملٰئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس لم یکن من الساجدین[14]

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہاری صورت بنائی، پھر فرشتوں سے کہا

---

13 - مجادلہ ۱۱

14 - اعراف ۱۱

کہ آدم کو سجدہ کرو، تو وہ سجدہ میں گر پڑے، سوائے ابلیس کے وہ سجدہ کرنے والوں میں نہیں تھا۔

اسلام تعلیم کو کتنی اہمیت دیتا ہے؟ اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے ہے کہ ایک ناپاک کتا بھی تعلیم سے بہرہ ور کر دیا جائے اور شکار کرنے کے اصول اسے سکھا دیئے جائیں تو وہ بھی جارحۂ انسانی کا درجہ حاصل کرلیتا ہے اور اس کا شکار بھی انسانی شکار کی طرح حلال ہو جاتا ہے۔

قرآن پاک میں ہے:

یسئلونک ماذااحل لهم قل احل لکم الطیبات وماعلمتم من الجوارح مکلبین تعلمونهن مماعلمکم الله فکلوا ممامسکن علیکم واذکرواسم الله علیه واتقواالله ان الله سریع الحساب[15]

ترجمہ: لوگ آپ سے حلال چیزوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ کہدیجئے کہ تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہے، اور جن کتوں کو تم نے سدھا کر شکار کرنے کے طور طریق سکھا دیئے ہوں ان کا شکار بھی تم کھا سکتے ہو اگر انہوں نے تمہارے لئے شکار کئے ہوں اور اس پر اللہ کا نام لیا کرو اور ان سے ڈرو بیشک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

مسلمانوں کے یہاں علم و علماء کی قدر افزائی

علم کے تعلق سے اسلام کے اسی توسع پسندانہ نظریہ کا نتیجہ ہے کہ مسلمانوں نے ابتدائی صدیوں میں علم سے جو گہرا تعلق رکھا، اور ہر پہلو سے انکی علمی خدمات سامنے آئیں، اس کی کوئی مثال تاریخ میں نہیں ملتی، مسلمانوں نے نہ صرف مسلم علماء اور مشائخ کی توقیر و تعظیم کی بلکہ

---

15 -مائدہ ۴

ان اصحاب علم وفن کی قدر افزائی اور پذیرائی میں بھی کوئی کسر روانہ رکھی جو غیر مسلم تھے مثلا:

☆ خلیفہ منصور عباسی کے دربار میں " جیور جیش بن بختیشوع اور جیسی بن شہلا تار " یکے بعد دیگرے طبیب خاص کے منصب پر فائز رہے، جب کہ یہ دونوں عیسائی تھے۔

☆اسی دور میں نوبخت اور ابو سہل کو بلند مناصب حاصل تھے، اور یہ دونوں پارسی تھے

☆مہدی کے دربار میں تیوفیل لینائی (صابی) بڑے افسروں میں تھا۔

☆ہارون رشید کے دربار میں بختیشوع اور جبریل (عیسائی) اعلی منصب دار تھے۔یوحنا بن مانسویہ سریانی (عیسائی) محکمۂ تعلیم کا ڈائریکٹر تھا۔

☆مامون رشید کے دربار میں بطریق یوحنا (عیسائی) اور سہل بن سابور (عیسائی) اعلی مناصب پر تھے۔

☆معتصم کا طبیب خاص سلمویہ بن بنان نصرانی تھا۔

☆متوکل کے دربار میں حنین بن اسحاق (عیسائی) معزز عہدہ پر فائز تھا، وہ جتنے اوراق دوسری زبانوں سے ترجمہ کر کے پیش کرتا تھا ان کے برابر طلائے ناب وزن کر کے دیا جاتا تھا، ماہانہ مشاہرہ اور سالانہ انعامات اس کے علاوہ ہوتے تھے۔

☆راضی باللہ کے دربار میں طیفوری (عیسائی) متی بن یونس نسطوری (گرجا کا بشپ) کافی باعزت مانا جاتا تھا۔

☆معتضد کے دربار میں ابراہیم وسنان فرزندان ثابت بن مرہ (صابی) اور ابو الحسن حفید ثابت (صابی) بہت زیادہ قابل اعتماد سمجھے جاتے تھے۔

☆قسط بعلبکی اور یحیٰ بن عدی بن حمید (عیسائی) کو بھی دربار خلافت میں کافی وقار و

احترام حاصل تھا،[16]

یہ تو صرف خلافت عباسیہ سے چند مثالیں ہیں اگر مسلم حکمرانی کی پوری تاریخ سے ایسے نمونے تلاش کئے جائیں تو فہرست بہت لمبی ہو جائے گی۔

غیر مسلم اقوام کی تنگ نظری

اسلام کے علاوہ کسی مذہب کے حکمرانوں نے علم اور علماء کے تعلق سے ایسی بے نظیر فراخدلی کا ثبوت نہیں دیا ہے، اور نہ کسی غیر مسلم حکومت نے کسی مسلم عالم کو اتنا احترام بخشا، بلکہ اس کے بر عکس ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ:

☆ابن رشد مسلم فلاسفر کی کتابوں کے مطالعہ کرنے کے جرم میں ۲۰ / مارچ ۱۴۵۲ء کو یہودیوں کو اسپانیا سے خارج کر دیا گیا۔

☆اور فروری ۱۵۰۲ء میں اشبیلیہ کے مسلمانوں کو علوم کی نشر و اشاعت کے جرم میں ملک بدر کر دیا گیا[17]

اور یہ تعصب صرف مسلمانوں ہی کے حق میں نہیں تھا، بلکہ خود عیسائی علماء اور محققین کے ساتھ بھی ان کی حکومتوں کا یہی تنگ دلانہ رویہ تھا، چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

☆پروفیسر برونو نے مسئلہ وحدۃ الوجود کو بیان کیا، اسے قید کر دیا گیا، پھر ۱۶۰۰ء میں طویل قید کے بعد زندہ جلا دیا گیا۔

☆زمین گول ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ پر یورپ میں بہت خونریزی ہوئی۔

☆پروفیسر غالیلی نے کہہ دیا تھا "سیارات کی حرکات" بہت باقاعدہ ہیں، یہ اس کی

---

16 ۔رحمۃ للعالمین قاضی سلیمان ۳/ ص ۲۵۴

17 ۔رحمۃ للعالمین قاضی سلیمان ۳/ ص ۲۵۵

ہلاکت کا سبب بن گیا۔

☆خاتون ماری مونتا ۱۷۲۱ء میں قسطنطنیہ سے چیچک کا ٹیکہ سیکھ کر یورپ پہونچی تو کنیسہ نے شاہ انگلستان کے حضور میں عرضداشت پیش کی کہ بذریعہ ٹیکہ علاج کو حکماً بند کیا جائے

☆ولادت کے وقت عورتوں کو بے ہوش کرنے کا طریقہ نکلا کہ وہ احساس تکلیف سے محفوظ رہیں، پادریوں نے اسے خدا کے اس حکم کا مخالف سمجھا کہ "عورت دکھ سے جنے گی" اور اس کے خلاف سخت شورش کی گئی۔

☆پلاج نے اپنا خیال پیش کیا کہ آدم سے پیشتر بھی موت (حیوانات وغیرہ کو) آتی تھی ، اسے قتل کر دیا گیا اور اس کے جملہ ہم خیال لوگوں کو بھی واجب القتل قرار دیا گیا۔

☆ڈی رومینس نے اپنا تصور پیش کیا کہ "قوس قزح" اللہ کی حربی کمان نہیں ہے، بلکہ پانی کے قطرات پر سورج کی شعاعوں کا عکس پڑنے کا نتیجہ ہے، اس جرم میں وہ قید کر دیا گیا، اور قتل بھی کیا گیا، اور اس کی لاش اسکی کتابوں سمیت نذر آتش کر دی گئی۔

☆کتب خانہ اسکندریہ "قیصر حول" کے عہد میں جلادیا گیا اس لئے کہ یہاں ایسی کتابیں بھی موجود تھیں جو مذہبی نظریات کے خلاف تھیں۔۔۔۔۔۔اس کے رہی سہی کتابوں کو بطریق تیوفیل امورہ اسکندریہ نے نذر آتش کیا۔

☆کتب خانہ غرناطہ مسلمانوں کی علمی جائداد کی آٹھ ہزار قلمی کتابیں "کردینال اکسیمس" نے سوخت کر دیں، وغیرہ[18]

مندرجہ بالا تفصیلات یہ سمجھنے کے لئے کافی ہیں کہ علم و تحقیق کا جو کھلا ماحول اسلام اور مسلمانوں نے فراہم کیا ہے، وہ دنیا کی کسی قوم و مذہب نے نہیں کیا، اسلام نے علم کے معاملہ میں

---

18 ۔رحمۃ للعالمین قاضی سلیمان ۳/ص ۲۵۵

کوئی تقسیم نہیں کی، اور نہ اس سلسلے میں کسی امتیاز سے کام لیا، علم اور تعلیم و تعلم کی فضیلت واہمیت سے متعلق جس قدر نصوص وروایات موجود ہیں، ہر ایک کے لئے عام ہیں، ان میں مرد وعورت کی کوئی تقسیم نہیں کی گئی ہے، اور نہ علم کو کسی دائرہ میں محدود کیا گیا ہے، اور فقہ اسلامی کے ضابطہ کے مطابق قرآن وحدیث کا حکم عام بھی قریب وہی اہمیت رکھتا ہے جیسا کہ حکم خاص۔

اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان احکام سے عورتیں بھی اسی طرح استفادہ کرسکتی ہیں جتنا کہ مرد، بشرطیکہ علم نافع اور خود اس کے اور معاشرہ کے حق میں مفید ہو۔

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک نظر ان آیات قرانی اور احادیث وآثار پر ڈال لی جائے جن میں علم کی فضیلت، علم کے حصول اور علم واصحاب علم سے تعلق قائم کرنے کی تلقین کی گئی ہے، ان میں سے کسی ایک مقام پر بھی ہلکی سی جھلک ایسی نہیں مل سکتی جس میں علم کے کسی بھی مرحلے میں صنف اناث کے ساتھ کسی امتیاز کا اشارہ دیا گیا ہو۔

آیات قرآنی

ا- یرفع اللہ الذین آمنو منکم والذین اوتواالعلم درجات[19]

ترجمہ: اللہ تم میں سے اہل ایمان اور اصحاب علم کے درجات بلند فرمائے گا۔

حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ عام مؤمنین کے مقابلے میں علماء سات سو (۷۰۰) درجہ اوپر ہوں گے جن میں ہر دو درجہ کے درمیان پانچ سو (۵۰۰) سال کی مسافت ہو گی[20]

۲- قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون[21]

---

19 -مجادلۃ ۱۱

20 -احیاء العلوم للغزالی ج ا ص ۱۵

21 -زمر ۹

ترجمہ: آپ کہدیجئے کہ کیا اہل علم اور بے علم دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔

۳-انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء[22]

ترجمہ: اللہ کا ڈر اللہ کے بندوں میں علماء ہی کو ہوتا ہے۔

۴-قل کفی با للہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب[23]

آپ کہدیں کہ میرے تمہارے درمیان گواہی کیلئے اللہ کافی ہے اور اہل علم۔

۵-وتلک الامثال نضربھا للناس وما یعقلھا الا العالمون[24]

ترجمہ اور یہ مثالیں ہم لوگوں کیلئے بیان کرتے ہیں اور انکو اہل علم ہی سمجھ سکتے ہیں۔

۶-ولوردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم[25]

ترجمہ: اور اگر وہ رسول اور ارباب حل وعقد کی طرف رجوع کرتے تو اصحاب اجتہاد اور اہل تحقیق مسئلہ کو سمجھ سکتے تھے۔

۷-خلق الانسان علمہ البیان[26]

ترجمہ: اللہ نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بیان کا علم دیا۔

۸-فلولانفرمن کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین و

---

22 -فاطر:۲۸

23 -رعد۴۳

24 - عنکبوت:۴۳

25 -نساء:۸۳

26 -الرحمن:۳/۴

لینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون[27]

ترجمہ: ہر جماعت میں سے کچھ لوگ کیوں نہیں سفر کرتے تاکہ وہ علم دین حاصل کریں اور واپسی پر اپنی قوم میں دعوت واصلاح کا کام کریں، ممکن ہے ان کی قوم احتیاط و تقوی کی زندگی اختیار کرلے۔

۹-فاسئلوا اھل الذکران کنتم لا تعلمون[28]

ترجمہ: اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کرو۔

۱۰-و اذااخذاللہ میثاق الذین اوتوا الکتاب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ[29]

ترجمہ: اور جب اللہ نے ان لوگوں سے جنہیں کتاب کا علم دیا گیا تھا، اس بات کا عہد لیا کہ تم لوگوں سے ضرور اس کو بیان کروگے اور چھپاؤگے نہیں۔

۱۱-وان فریقا منہم لیکتمون الحق وھم یعلمون[30]

ترجمہ؛ اور بیشک ایک فریق حق کو جان بوجھ کر چھپاتا ہے۔

۱۲-ومن احسن قولاممن دعاالی اللہ وعمل صالحا[31]

ترجمہ: اور اس شخص سے بہتر بات کس کی ہو سکتی ہے، جو اللہ کی طرف دعوت دے اور نیک کام کرے۔

---

27 - توبہ:۱۲۲

28 -النحل ۴۳

29 - آل عمران ۱۸۷

30 -البقرۃ :۱۴۶

31 -فصلت ۳۳

۱۳- ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ و الموعظۃ الحسنۃ[32]

ترجمہ: راہ خدا کی طرف دعوت دو حکمت اور حسن سلوک کے ساتھ۔

اس طرح کی بہت سی آیات قرآنی میں بلا کسی تفریق علم اور اہل علم کی فضیلت بیان کی گئی ہے، اور علمی سلسلہ کو آگے بڑھانے اور خوب سے خوب وسعت دینے کی تلقین کی گئی ہے۔

احادیث و آثار

اس مضمون کی روایات بھی بکثرت وارد ہوئی ہیں، بطور مثال چند روایات پیش کی جاتی ہیں:

(۱) ارشاد نبوی ہے:

العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھماً وانما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر[33]

ترجمہ: علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء اپنی وراثت میں دینار و درہم نہیں چھورتے، انبیاء کی وراثت علم ہے جو جتنا علم حاصل کرے گا وراثت انبیاء کا وہ اتنا ہی حقدار ہو گا۔

(۲) حضرت ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لاحسدالافی اثنین،رجل اعطاہ اللہ مالافسلطہ علی ھلکتہ فی الحق ورجل اعطا ہ اللہ الحکمۃ فھو یقضی بھا و

---

32 - نحل ۱۲۵

33 - الجامع الصحيح سنن الترمذي ج 5 ص 48 حديث نمبر :2682المؤلف : محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي الناشر : دار إحياء التراث العربي – بيروت تحقيق : أحمد محمد شاكر وآخرون عدد الأجزاء : 5 الأحاديث مذيلة بأحكام الألباني عليها

يعلمها[34]

ترجمہ: صرف دو طرح کے انسان قابل رشک ہیں ایک وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا اور حق کے راستہ میں خرچ کرنے کی اسے خوب سے خوب توفیق دی، دوسرے وہ شخص جس کو اللہ نے علم و حکمت سے نوازا، اور وہ پھر اس علم کے ذریعہ لوگوں کے مسائل حل کرے اور تعلیم و تربیت کا کام کرے۔

(۳) حضرت عبد اللہ ابن عمرو ابن العاصؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بلغوا عني ولو آية وحدثوا عن بني إسرائيل ولا حرج الحديث[35]

ترجمہ: میری کوئی ایک بات بھی معلوم ہو تو لوگوں تک پہونچاؤ اور بنی اسرئیل کی باتیں بیان کرسکتے ہو، اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۴) حضرت ابو ہریرہؓ فرمان رسول نقل فرماتے ہیں:

من سلک طریقا یلتمس فیہ علما سهل الله لہ بہ طریقا الی الجنۃ[36]

ترجمہ: جو شخص علم کی جستجو میں سفر کرے، اللہ اس کے لئے جنت کا راستہ

---

34 - بخاری: ج۱ ص ۱۵۳، ۱۵۲

35 - الجامع الصحيح المختصرج 3 ص **1275** حديث نمبر :**3274** المؤلف : محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي الناشر : دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت الطبعة الثالثة **1407 – 1987** تحقيق : د. مصطفى ديب البغا أستاذ الحديث وعلومه في كلية الشريعة – جامعة دمشق عدد الأجزاء : **6** مع الكتاب : تعليق د. مصطفى ديب البغا

36 - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج **8** ص **71** حديث نمبر : **7028** المؤلف : أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري المحقق :الناشر : دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة . بيروت الطبعة :عدد الأجزاء : ثمانية أجزاء في أربع مجلدات

آسان فرمادیتے ہیں۔

(۵) حضرت ابو ہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فر

مایا:

اذامات ابن آدم انقطع عملہ الامن ثلاث صدقۃ جاریۃ او علم ینتفع بہ او ولد صالح یدعولہ[37]

ترجمہ: جب انسان مر جاتا ہے اس کا سلسلۂ عمل رک جاتا ہے، البتہ تین چیزیں جاری رہتی ہیں (۱) صدقۂ جاریہ (۲) نفع بخش علم (۳) یا صالح اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔

(۶) حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من خرج فی طلب العلم فھوفی سبیل اللہ حتی یرجع[38]

ترجمہ: جو علم کی طلب میں نکلتا ہے وہ اللہ کے راستہ میں ہوتا ہے جب تک واپس نہ ہو جائے۔

(۷) حضرت ابو امامہؓ کی رویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم ثم قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ و ملٰئکتہ واھل السمٰوٰت والارض حتی النملۃ فی جحرھا وحتی الحوت یصلون علی معلمی

---

[37] - الجامع الصحيح سنن الترمذي ج 3 ص 660 حديث نمبر : 1376 المؤلف:محمدبن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي الناشر : دار إحياء التراث العربي – بيروت تحقيق : أحمد محمد شاكر وآخرون عدد الأجزاء : 5 الأحاديث مذيلة بأحكام الألباني عليها

[38] - الجامع الصحيح سنن الترمذي ج 5 ص 29 حديث نمبر :2647 المؤلف : محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي الناشر : دار إحياء التراث العربي – بيروت تحقيق : أحمد محمد شاكر وآخرون عدد الأجزاء : 5 الأحاديث مذيلة بأحكام الألباني عليها

الناس الخير[39]

ترجمہ:عالم کی فضیلت عابد پر اسی طرح ہے جس طرح میری فضیلت تمہارے ادنی شخص پر، یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنی بلوں میں اور مچھلیاں پانی میں ایسے شخص کے لئے دعاء خیر کرتی ہیں، جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتا ہے۔

(۸)حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے:

من سئل عن علم فكتمه الجم يوم القيامة بلجام من نار[40]

ترجمہ: جس شخص سے علم کے بارے میں سوال ہو اور وہ جانتے ہوئے نہ بتائے قیامت کے دن اسے آگ کا لگام پہنایا جائے گا۔

(۹)حضرت معاذ ابن جبلؓ کی روایت ہے:

من يرد الله به خيرا يفقهه فى الدين متفق عليه[41]

ترجمہ: جس شخص کے ساتھ اللہ ارادۂ خیر فرماتے ہیں اس کو دین کا علم نوازتے ہیں۔

(۱۰)حضرت انسؓ کی روایت ہے:

ان الحكمة تزيد الشريف شرفا و ترفع المملوك حتى

---

[39] - الجامع الصحيح سنن الترمذي ج 5 ص 50 حديث نمبر :2685 المؤلف : محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي الناشر : دار إحياء التراث العربي – بيروت تحقيق : أحمد محمد شاكر وآخرون عدد الأجزاء : 5 الأحاديث مذيلة بأحكام الألباني عليها

[40] - الجامع الصحيح سنن الترمذي ج 9 ص 247 حديث نمبر :2573 المؤلف : محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي الناشر : دار إحياء التراث العربي – بيروت تحقيق : أحمد محمد شاكر وآخرون عدد الأجزاء : 5 الأحاديث مذيلة بأحكام الألباني عليها

[41] - الجامع الصحيح ج 1 ص 39 حديث نمبر : 71 المؤلف : محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاري الجعفي الناشر : دار ابن كثير ، اليمامة – بيروت الطبعة الثالثة ، 1407 – 1987 تحقيق : د. مصطفى ديب البغا أستاذ الحديث وعلومه في كلية الشريعة – جامعة دمشق عدد الأجزاء : 6 مع الكتاب : تعليق د. مصطفى ديب البغا

يدرک مدارک الملوک[42]

ترجمہ: علم وحکمت شریف کی شرافت کو دوچند کردیتی ہے اور غلام کے درجہ کو بلند کردیتی ہے یہاں تک کہ کبھی علم وحکمت کی بدولت کوئی غلام بادشاہوں کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے۔

(۱۱) حضرت ابو الدرداءؓ کی روایت ہے:

لموت قبیلۃ ایسر من موت عالم[43]

ترجمہ: ایک پورے قبیلہ کی موت کسی ایک عالم کی موت سے ہلکی ہے۔

(۱۲) حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے۔

الناس معادن کمعادن الذہب والفضۃ فخیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام اذافقہوامتفق علیہ[44]

ترجمہ: لوگوں کی مثال کانوں کی ہے، جیسے سونے اور چاندی کی کانیں ہوتی ہیں، جو لوگ اسلام سے قبل اچھے تھے، وہ اسلام میں بھی اچھے مانے جائیں گے، بشرطیکہ علم حاصل کریں۔

(۱۳) حضرت ابو الدرداءؓ کی روایت ہے:

یوزن یوم القیامۃمداد العلماءبدم الشہداء[45]

ترجمہ: قیامت کے دن علماء کے قلم کی روشنائی شہداء کے خون کے برابر وزن

42- الحلیٰ لابی نعیم، بیان العلم لابن عبد البر، آداب المحدث لعبد المغنی الازدی، المغنی عن حمل الاسفار للعراقی ج ا/ ص ١٦

43- طبرانی، ابن عبد البر، المغنی عن حمل الاسفار للعراقی ج ا/ ص ١٦

44- المغنی عن حمل الاسفار للعراقی ج ا/ ص ١٦

45- ابن عبد البر، المغنی عن حمل الاسفار للعراقی ج ا/ ص ١٦

کی جائے گی۔

(۱۴)حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے:

صنفان من امتی اذاصلحوا صلح الناس و اذاافسدوا افسد الناس،الامراء و الفقہاء[46]

ترجمہ: امت کے دو طبقے اگر ٹھیک ہو جائیں تو سارے لوگ ٹھیک ہو جائیں گے ،اور اگر وہ خراب ہو جائیں تو سارے لوگ خراب ہو جائیں گے وہ دو طبقے ہیں : (۱)ارباب اقتدار (۲)اوراصحاب علم۔

(۱۵)حضرت عثمان بن عفانؓ کی روایت ہے:

یشفع یوم القیامۃ ثلاثۃ الانبیاء ثم العلماء ثم الشہداء،[47]

ترجمہ: قیامت کے دن تین طرح کے لوگوں کو شفاعت کا اختیار دیا جائے گا، پہلے انبیاء کو پھر علماء کو اور پھر شہداء کو۔

(۱۶)طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم[48]

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے (خواہ مرد ہو یا عورت)

(۱۷)حضرت جابر بن عبد اللہؓ کی روایت ہے:

لاینبغی للجاہل ان یسکت علی جہلہ و لاللعالم ان یسکت علی علمہ[49]

ترجمہ: جاہل کے لیے اپنی جہالت پر قانع رہنا اور عالم کے لئے اپنے علم پر خاموش

46- ابو نعیم، ابن عبد البر، المغنی عن حمل الاسفار للعراقی ج ۱/ ص ۱۷

47- ابن ماجہ، المغنی عن حمل الاسفار للعراقی ج ۱/ ص ۱۷

48 - مشکوٰۃ ص ۳۴/ احیاء علوم الدین للغزالی ج ۱/ ص ۱۹

49 - الاوسط للطبرانی، المغنی ج ۱ ص ۱۹

رہنادرست نہیں۔

(۱۸)حضرت علیؓ کی روایت ہے:

العلم خزائن مفاتیحھا السؤال الا فاسئلوا فانہ یؤجرفیہ اربعۃ ،السائل، والعالم ،والمستمع ،والمحب لھم[50]

ترجمہ:علم کے بہت سے خزانے ہیں،ان کی کنجی سؤال ہے،اسلئے سوال کرتے رہو،کیونکہ ایک سوال سے چار آدمیوں کو فائدہ ہوتا ہے:(۱)پوچھنے والے کو (۲)عالم کو(۳)سننے والے کو(۴)ان لوگوں سے محبت کرنے والے کو۔

(۱۹)حضرت ابو مسعود البدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

من دل علی خیر ،فلہ مثل اجر فاعلہ[51]

ترجمہ:جو شخص کسی کو خیر کی تلقین کرے تو اس کو اس کے کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔

(۲۰)حضرت حسن بن علیؓ کی روایت ہے،رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

علی خلفائی رحمۃاللہ،قیل من خلفاءک؟،قال الذین یحیون سنتی ویعلمونھاعباداللہ[52]

ترجمہ:میرے خلفاء پر اللہ کی رحمت نازل ہو،آپ سے عرض کیا گیا،آپ کے خلفاء کون ہیں؟آپ نے ارشاد فرمایا،جو میری سنت کو زندہ کرتے ہیں،اور اللہ کے بندوں کو تعلیم دیتے ہیں۔

ان آیات واحادیث میں عورت ومرد کی کوئی تفریق نہیں ہے،اور علم کی جو بھی

---

50 ۔ابو نعیم،المغنی،ج۱ص۱۹

51 ۔ مسلم،ابوداؤد،ترمذی،المغنی ج۱ص۲۲

52 ۔ابن عبدالبر،المغنی ج۱ص۲۲

فضیلت و تلقین ہے وہ بلاقید مرد و عورت دونوں طبقات کے لئے ہے۔

خاص تعلیم نسواں سے متعلق روایات

بعض روایات میں صراحت کے ساتھ بھی خاص عورتوں کی تعلیم و تربیت کا ذکر کیا گیا ہے:

(۲۱) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثلثۃ لھم اجران ،رجل من اھل الکتاب آمن بنبیہ وآمن بمحمد،والعبدالمملوک اذا ادی حق اللہ وحق موالیہ ،و رجل کانت عندہ امۃیطأھا فادبھافاحسن تادیبھاثم اعتقھا فتزوجھا فلہ اجران[53]

ترجمہ: تین اشخاص دو اجر کے مستحق ہیں:(۱) ایک وہ شخص جو اہل کتاب سے تھا، اور اپنے نبی پر ایمان رکھتا تھا، پھر حضور ﷺ پر بھی ایمان لے آئے ،(۲) وہ غلام جو اللہ کا حق اور اپنے آقا کا حق دونوں کی رعایت کرے،(۳) تیسرا وہ شخص جس کے پاس باندی ہو اور وہ اس کو تعلیم و تربیت سے آراستہ کرے، پھر آزاد کر کے اس سے نکاح کر لے۔

ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ یہ حکم صرف باندیوں کے لئے نہیں ہے، بلکہ اپنی جملہ اولاد اور عام لڑکیوں کے لئے بھی یہی حکم ہے[54]

☆خود عہد رسالت میں خواتین کے لئے دینی تعلیم کا باقاعدہ انتظام تھا، ان کے لئے کوئی مستقل درسگاہ اگرچہ نہیں تھی مگر ان کی تعلیم کے لئے گھروں میں انتظام کیا جاتا تھا، اور صحابہ

---

53 - بخاری ج ۱ ص ۲۰

54- مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۷۹

خود اپنے طور پر عورتوں اور لڑکیوں کی تعلیم و تعلم کا نظم فرماتے تھے، اس کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ:

(۲۲) ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے علم دین کے اٹھ جانے کا ذکر فرمایا تو ایک صحابی حضرت زیاد بن لبید انصاریؓ نے عرض کیا:

کیف یختلس منا وقد قرأنا القرآن فواللہ لنقرأنہ ولتقرأنہ نسائناو ابنائنا[55]

ترجمہ: علم دین کیسے ختم ہو جائے گا؟ جبکہ ہم نے قرآن پڑھا ہے، اور خدا کی قسم ہم اسے پڑھتے رہیں گے، اور ہماری عورتیں اور ہمارے بچے بھی اس کو پڑھتے رہیں گے۔

(۲۳) ایک صحابیہ حضرت شفاء بنت عبد اللہ عدویہ تعلیم یافتہ خاتون تھیں، اور لکھنا پڑھنا جانتی تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم نے جس طرح حفصہ کو "نملہ "(پھوڑے) کا رقیہ سکھایا ہے، لکھنا بھی سکھادو[56]۔

(۲۴) خود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے خصوصی اجتماع میں ان کی تعلیم کی غرض سے تشریف لے جاتے تھے، اور خواتین کی خواہش پر ایک دن ان کے لئے مقرر کیا گیا، حضرت ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں:

قالت النساء للنبی ﷺ غلبنا علیک الرجال فاجعل لنا یوما من نفسک فوعدھن یوما لقیھن فیہ فوعظھن و

---

[55] - الجامع الصحيح سنن الترمذي ج 5 ص 31 حديث نمبر : 2653 المؤلف : محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي الناشر : دار إحياء التراث العربي – بيروت تحقيق : أحمد محمد شاكر وآخرون عدد الأجزاء : 5

[56] - فتوح البلدان ص۴۵۸

امر ھن[57]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے عورتوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپ سے تعلیمی استفادہ میں مرد ہم سے آگے ہیں، اس لئے آپ خود ہمارے لئے ایک دن مقرر فرمائیں، اس پر آپ نے ان سے ایک دن وعظ و تلقین کے لئے وعدہ فرمایا، اور حضور ﷺ تشریف لے گئے۔

(۲۵) حضرت اسماء بنت یزید بن سکن انصاریہؓ بڑی دیندار اور سمجھدار خاتون تھیں، ان کو خواتین نے اپنا نمائندہ بنا کر خدمت اقدس میں بھیجا، انہوں نے آکر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں مسلم عورتوں کی طرف سے نمائندہ بن کر آئی ہوں، ہم عورتوں کا مشترکہ احساس یہ ہے کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے مبعوث فرمایا ہے، چنانچہ ہم آپ پر ایمان لائے، اور آپ کی اتباع کی، مگر پردہ نشیں ہیں، گھر میں رہنا ہوتا ہے، مردوں کی ہر خواہش ہم پوری کرتی ہیں، اور مرد نماز با جماعت ادا کرتے ہیں، جنازہ اور جہاد میں شریک ہوتے ہیں، اور اس وجہ سے وہ فضیلت اور ثواب پاتے ہیں، جب وہ جہاد میں جاتے ہیں تو ہم ان کے مال و اولاد کی حفاظت کرتی ہیں، یارسول اللہ ﷺ کیا ان صورتوں میں ہم بھی اجر و ثواب میں مردوں کی شریک ہو سکتی ہیں؟

رسول ﷺ نے اسماء بنت یزید کی دل پذیر گفتگو سن کر صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے، اور ان سے پوچھا کہ اسماء بنت یزید سے پہلے تم لوگوں نے دین کے بارے میں اس سے بہتر سوال کسی عورت سے سنا ہے؟ صحابہ نے نفی میں جواب دیا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسماء! جاؤ! ان عورتوں کو بتادو کہ:

ان حسن تبحل احداکن لزوجھا وطلبھا لمرضاتہ و

---

57 - بخاری، کتاب العلم باب ھل یجعل للنساء یوماً علیٰ حدۃ فی العلم ج ا ص ۵۷

اتباعها موافقتہ یعدل کل ما ذکرت للرجال

ترجمہ: تم میں سے کسی عورت کا اپنے شوہر کے ساتھ حسن سلوک، اس کی رضاجوئی اور اس کے مزاج کو مطابق اتباع ان تمام باتوں کے برابر ہے جن کا ذکر تم نے مردوں کے متعلق کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ بشارت سن کر حضرت اسماء خوشی کے ساتھ تہلیل و تکبیر کہتی ہوئی چلی گئیں، اور عورتوں کو رسول اللہ ﷺ کی بشارت سنائی[58]

(۲۶) رسول اکرم ﷺ ایک مرتبہ حضرت بلالؓ کو ساتھ لیکر عورتوں کے مجمع میں تشریف لے گئے، ان کو وعظ سنا کر صدقہ کرنے کی ترغیب دی، اور عورتیں اپنی اپنی بالیاں اور انگوٹھیاں دینے لگیں، اور حضرت بلال ان کو دامن میں رکھنے لگے،[59]

(۲۷) حضرت عائشہؓ اور دیگر صحابیات کو جس بات میں شک وشبہ ہوتا تھا، اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے معلومات حاصل کرتی تھیں۔

(۲۸) نیز صحابیات حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کے ذریعہ رسول ﷺ سے مسائل اور دین کی باتیں معلوم کرتی تھیں، سن رسیدہ اور رشتہ کی عورتیں براہ راست آپ سے مراجعت کرتی تھیں۔

ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں خواتین میں حصول علم کا کیسا شوق اور اہتمام تھا، اور رسول ﷺ حسب موقع انفرادی اور اجتماعی دونوں طریق سے عورتوں کو تعلیم فرمایا کرتے تھے۔

---

58 - الاستیعاب لابن عبد البرج ۲ ص ۷۲۶

59 - بخاری ج ۱ ص ۲۰

تعلیم وتربیت کا عمومی ماحول

تعلیم وتربیت کے اسی عمومی ماحول کا فیض تھا کہ عہد صحابہ میں بلند پایہ اہل علم خواتین کے ذکر سے ہماری سیر وتاریخ کی کتابیں لبریز ہیں، ام المؤمنین حضرت عائشہؓ اور ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ فقہ وحدیث اور تحقیق ودرایت میں انتہائی بلند مقام رکھتی تھیں، ان کے بارے میں علماء تاریخ کا بیان ہے، کہ:

کانت من افقہ نساءاھل زمانھا[60]

ترجمہ: وہ اپنے زمانے کی عورتوں میں سب سے بڑی فقیہ تھیں۔

☆حضرت ام ابو الدرداء الکبریٰؓ نہایت اونچے درجہ کی عالمہ اور فقیہہ صحابیہ تھیں[61]

☆حضرت سمرہ بنت نہیک اسدیہؓ کے حال میں لکھاہے کہ انہوں نے لمبی عمر پائی، بازاروں میں جاکر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتی تھیں، اور کوڑوں سے لوگوں کو مارتی تھیں[62]

☆حضرت حفصہؓ، حضرت ام کلثوم بنت عقبہؓ اور حضرت کریمہ بنت مقدادؓ لکھنا پڑھنا جانتی تھیں[63]

پوری تاریخ اسلامی میں ایک بھی ایساواقعہ نہیں ملتا جس میں کبھی بھی عورتوں کو علمی میدان میں آگے بڑھنے سے روکا گیاہو، بلکہ اس کے برعکس بیسیوں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ عورتیں علم کی بے پناہ بلندیوں تک پہونچ گئیں، انہوں نے علم کے مختلف میدانوں میں مثالی

---

60 - الاستیعاب ج۲ص ۷۵۶

61 - تہذیب التہذیب ج اص ۴۰۹

62 - الاستیعاب ج۲ص ۷۶۰

63 - فتوح البلدان ص ۴۵۸

خدمات انجام دیں، اور بڑے بڑے علمی و دینی القاب و خدمات سے نوازی گئیں، اور کبھی کسی دینی حلقہ سے عورتوں کی ان علمی ترقیات و خدمات کے خلاف آواز نہیں اٹھائی گئی، اگر اسلام میں اس پر کوئی دینی یا اخلاقی پابندی ہوتی تو ضرور کسی نہ کسی جانب سے اس پر نکیر کی جاتی، اور پوری امت اس پر بالکل چپ نہ سادھ لیتی۔

چند ممتاز اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین

اس ذیل میں ہم چند ایسی مثال پیش کرتے ہیں جن سے ظاہر ہو گا کہ قدیم عہد اسلامی میں خواتین نے اعلی دینی علوم، قرآن، حدیث اور فقہ اسلامی کے ساتھ ،اعلی عصری علوم ، لسانیات ،کتابت وخطاطی، انشاء پردازی، شعر وشاعری اور منطق وفلسفہ (سائنس قدیم) وغیرہ میں بھی اتنا نمایاں حصہ لیا، کہ آج تک تاریخ میں ان کے نام محفوظ ہیں:

علوم قرانی

(۱) اس ذیل میں ام المومنین حضرت عائشہؓ اور ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کا نام سب سے زیادہ نمایاں ہے، یہ دونوں مکمل حافظ قران تھیں، اور قرآنی علوم و معارف پر بڑی گہری نگاہ رکھتی تھیں، ان کے قرآنی افکار و تشریحات سے اسلامی کتابیں بھری پڑی ہیں۔

(۲) بعد کے ادوار میں یہ بھی زریں سلسلہ جاری رہا، مثلاً: حضرت حفصہ بنت سیرین (وفات ۱۰۱ھ) نے بارہ (۱۲) سال کی عمر میں قرآن کریم کو پورے معنی و مفہوم کے ساتھ حفظ کر لیا تھا[64] یہ فن تجوید و قرات میں بھی مہارت رکھتی تھیں، اور ایسی فیصلہ کن مہارت کہ ان کے یکتائے روزگار فاضل بھائی امام محمد بن سیرینؒ کو قرأت کے بارے میں کوئی شبہ ہوتا تو اپنے

64 - تہذیب التہذیب ج ۱ص ۴۰۹

شاگردوں کو حفصہ کی طرف رجوع کرنے کی تلقین فرماتے،، حفصہ ہر رات نصف قرآن پڑھتی تھیں [65]

(۳) نفیسہ بنت حسن: ان کا شمار دوسری صدی ہجری کی سر آمد روزگار عالمات میں ہوتا ہے، یہ حضرت حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالبؓ کی صاحبزادی اور حضرت اسحاق بن جعفر صادقؒ کی اہلیہ تھیں۔۔۔ ۱۴۵ھ (اور بروایت دیگر ۱۳۴ھ) میں پیدا ہوئیں، حفظ قرآن کے بعد تفسیر، حدیث، اور دیگر دینی علوم میں کمال پیدا کیا، انہوں نے مدت تک مدینہ منورہ میں قیام کیا، اور ہزاروں تشنگان علوم نے ان کے جوئے علم سے اپنی پیاس بجھائی، اور وہ "نفیسۃ العلم والمعرفہ" کے لقب سے مشہور ہوئیں، تیس مرتبہ حج بیت اللہ کا شرف حاصل کیا۔

حضرت امام شافعیؒ سیدہ نفیسہؒ کے ہم عصر تھے، وہ اکثر ان سے علمی مسائل پر تبادلۂ خیال کرتے تھے، وفات ۲۰۸ھ میں ہوئی، اور قاہرہ میں مدفون ہوئیں، کہا جاتا ہے کہ رمضان المبارک کے مہینے میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھیں کہ اچانک ضعف غالب ہوا اور نبض ڈوبنے لگی، سب نے اصرار کیا کہ روزہ توڑ ڈالیں، لیکن انہوں نے فرمایا کہ تیس (۳۰) سال سے میری یہ آرزو تھی کہ میں روزہ کی حالت میں اپنے خالق کے حضور جاؤں، اب یہ آرزو پوری ہونے کو ہے تو روزہ کیوں توڑوں؟ یہ فرما کر قرآن پاک کی آیات پڑھتے پڑھتے جان جان آفریں کے سپرد کر دی، اناللہ وانا الیہ راجعون [66]

(۴) شہزادی عباسہ: یہ خلیفہ المہدی عباسی (المتوفی ۱۶۹ھ م ۷۸۵ء) کی بیٹی اور خلیفہ الہادی اور ہارون الرشید کی بہن تھیں (۱۵۴ھ م ۷۷۱ء) میں بمقام کوفہ میں پیدا ہوئیں، انہوں

---

65 - صفۃ الصفوۃ لابن جوزی ج ۴ ص ۱۶، بحوالہ خواتین اسلام کی علمی خدمات / ۶۲ مولانا قاضی اطہر مبارکپوری

66 - ابن خلکان، تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین، مرتبہ طالب الہاشمی، ص ۱۲۳، ۱۲۲

نے مختلف علوم میں کمال حاصل کیا، کہاجاتا ہے کہ وہ قرآن حکیم کی تفسیر وتشریح ایسی عمدگی سے کرتی تھیں کہ بڑے بڑے علماء حیران رہ جاتے تھے، کلام اللہ کی قرآت بھی نہایت سوز اور خوش الحانی سے کرتی تھیں[67]

(۵) نیشاپور کی رہنے والی ایک مشہور مفسرہ "فاطمہ" تھیں قرآن کی فہم وبصیرت میں امتیازی شان رکھتی تھیں، ابن ملوک نامی ایک بزرگ کا بیان ہے کہ ان سے بڑھ کر بزرگ اور عالم قرآن میں نے نہیں دیکھا، میں نے ایک دن حضرت ذون النون مصریؒ سے پوچھا کہ یہ خاتون کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالی کی اولیاء میں سے ہیں اور میری استاد ہیں[68]

(۶) امام زین الدین ابوالحسن علی بن ابراہیم قاری دمشقی مصری (المتوفی ۵۹۹ھ) زبردست فقیہ، واعظ اور مفسر قرآن تھے اور یہ سب کچھ ان کی والدہ کی دعاؤں کا نتیجہ تھا، جو خود بھی نیک صالح، حافظ قرآن، اور علوم قرآنی کی ماہر خاتون تھیں، امام زین الدین کا بیان ہے کہ جب میں اپنے ماموں امام شرف الاسلام عبدالوہاب سے تفسیر پڑھ کر والدہ کے پاس جاتا تو وہ مجھ سے دریافت کرتیں کہ کیا کیا پڑھے؟ کیا فلاں بات بیان کی؟ اگر میں نفی میں جواب دیتا تو کہتیں کہ بھائی نے یہ چھوڑدیا ہے؟

ان کے والد شیخ الاسلام امام ابوالفرج عبدالواحد بن محمد شیرازی مقدسی (المتوفی ۴۸۶ھ) نے "کتاب الجواہر" کے نام سے تیس (۳۰) جلدوں میں قرآن کریم کی تفسیر لکھی تھی، یہ پوری کتاب فاضلہ صاحبزادی کو یاد تھیں[69]

(۷) امام ابو محمد سراج الدین عبدالرحمان بن عمر دانی حنبلی (المتوفی جمادی الاولیٰ ۲۴۳ھ

---

67 - اردو دائرہ معارف اسلامیہ، مشاہیر نسواں، تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین ۱۴۲

68 - صفۃ الصفوۃ ج ۴ ص ۱۶

69 - طبقات المفسرین ج ۱ ص ۲۶۲، خواتین کی دینی وعلمی خدمات ۶۴

ھ) کی ایک نابینا صاحبزادی تھیں، جو قوت حفظ میں عجوبۂ روز گار شمار کی جاتی تھیں، قرآن کریم کے علاوہ پوری صحاح ستہ ان کو از بریاد تھیں[70]

(۸) امام القراء ابن جزری نے اپنی صاحبزادی "سلمی" کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے قرآت سبعہ میں قرآن مجید حفظ کر کے سنایا تھا، اور قرأت عشرہ کی تعلیم بھی ان کے اصول کے مطابق حاصل کی تھی وہ فن تجوید پر اس قدر حاوی تھی کہ اس زمانہ میں کوئی قاری و مجود ان کی ہم سری نہیں کر سکتا تھا۔

(۹) ابن فیاض نے اخبار قرطبہ میں لکھا ہے کہ شہر قرطبہ کے مشرقی علاقہ میں ایک سو ستر عورتیں (۱۷۰) خط کوفی میں قرآن کریم کی کتابت کرتی تھیں، اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ پورے شہر قرطبہ کی خواتین میں قرآن کریم کی کتابت کا کتنا ذوق رہا ہو گا۔

(۱۰) ہمارے ملک کے بادشاہ شاہ جہاں کی صاحبزادی "شاد خانم" نے "خط ریحان" میں کمال متانت سے ایک قرآن کریم لکھا تھا، جس کے آخر میں "خط رقاع" میں اپنا نام و نسب تحریر کیا تھا۔

علم حدیث

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ مردوں کی طرح خواتین نے بھی سب سے زیادہ جس علم پر توجہ دی ہے وہ علم حدیث ہے، صرف حافظ ابن حجرؒ کی مشہور کتاب "الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ" الٹ لیجیئے تو اسلام کے قرون اولی کی پندرہ سو پینتالیس (۱۵۴۵) محدث خواتین کے حالات مل جائینگے، اس کے علاوہ النووی کی "تہذیب الاسماء" خطیب بغدادی کی "تاریخ بغداد" اور سخاوی کی "الضوء

---

70 - طبقات الحنابلہ ج ا ص ۴۴۰

اللامع" میں ایسی بے شمار اصحاب علم خواتین کا ذکر مل جائے گا۔

حیرت انگیز امر یہ ہے کہ مردوں کی طرح عورتیں بھی علم حدیث کے لئے با قاعدہ دور دراز مقامات کا سفر کرتی تھیں، اور اپنی صنفی حیثیت وصلاحیت کے مطابق غربت وبے وطنی کی زندگی بسر کر کے علم دین کی تحصیل کرتی تھیں، مثلاً:

☆ام حسین جحفہ بنت احمد محمیہ نے اپنے وطن نیشاپور سے بغداد کا سفر کر کے یہاں کے شیوخ ومحدثین سے روایت کی[71]

☆زینب بنت برہان الدین ابراہیم بن احمد اروبیلیہ نے مکہ معظمہ سے اپنے چچا کے ساتھ بلاد عجم کا سفر کیا اور بیس (۲۰) سال بعد مکہ مکرمہ واپس آئیں[72]

☆ام علی تقیہ بنت ابو الفرج غیث بن علی صوریہ بغدادیہ نے بغداد سے "مصر" جاکر مدتوں قیام کیا اور اسکندریہ میں امام ابو طاہر احمد بن محمد سلفیؒ سے استفادہ کیا[73]

☆زلیخا بنت الیاس الواعظ شہر غزنین کی رہنے والی تھیں، یہاں سے مکہ مکرمہ گئیں ،اور علماء ومحدثین سے روایت کر کے کئی سال تک حرم محترم کی مجاورت کے بعد فارس کے شہر "ساوہ" چلی گئیں[74]

☆ام احمد فاطمہ بنت نفیس الدین محمد بن حسین ملک شام کے شہر حماۃ کی رہنے والی تھیں، انہوں نے یہاں سے مصر اور طرابلس کا سفر کر کے اپنے چچا سے روایت کی[75]

---

71 - تاریخ بغداد ج ۱۴ اص ۴۴۴، خطیب بغدادی

72 - العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین فاسی مکی ج ۴ ص ۲۲۴

73 - ابن خلکان ج ۱ ص ۱۰۳

74 - العقد الثمین ج ۸ ص ۲۳۷

75 - ذیل العبر للذھبی ۸۹، بحوالہ خواتین اسلام کی قلمی ودینی خدمات، ص ۳۱

☆ام محمد زینب بنت احمد بن عمر کا وطن بیت المقدس تھا، اور امام ذہبی نے ان کو " المعمرۃ الراحلۃ " کے لقب سے یاد کیا ہے، کیونکہ وہ دور دراز ملکوں کا سفر کر کے تحصیل علم اور حدیث کی روایت میں مشہور تھیں، اسی وجہ سے بعد میں دور دراز ملکوں کے طلبۂ حدیث ان سے روایت کرتے تھے[76]

☆کریمہ بنت احمد مروزیہ خراسان کے مشہور شہر "مرو" کی رہنے والی تھیں انہوں نے مستقل طور سے مکہ مکرمہ میں اقامت اختیار کر کے ایک زمانہ تک حدیث کا درس دیا، خطیب بغدادی نے مکہ مکرمہ میں ان سے پانچ دن میں صحیح بخاری پڑھ کر روایت کی، نیز امام سمعانی ابن مطلب اور ابو طالب زینبی جیسے ائمۂ حدیث نے ان سے صحیح بخاری کی روایت کی[77]

☆ام محمد ہدیہ بنت علی بن عسکر ہراس مقدسیہ نے امام زبیدی سے روایت کے لئے ان کے وطن کا سفر کیا[78]

☆امۃ الرحمن ست الفقہاء بنت شیخ تقی الدین صرف "جزء بن حرفہ " کے سماع کے لئے شیخ عبد الحق کی خدمت میں حاضر ہوئیں[79]

☆عائشہ بنت محمد حرانیہ نے امام زین الدین عراقی اور امام بلخی سے روایت کے لئے ان دونوں حضرات کی درسگاہ کا سفر کیا، عائشہ بنت معمر اصفہانیہ نے محدثہ فاطمہ جوزوانیہ کی خدمت میں حاضری دی۔

☆ست العرب بنت یحی دمشقیہ نے امام ابن طبرزد کی درسگاہ میں پہنچ کر کتاب

---

76 - ذیل العبر للذهبی ۸۹، بحوالہ خواتین اسلام کی قلمی و دینی خدمات، ص ۳۱

77 - العبر فی خبر من غبر للذهبی ج ۳ ص ۲۵۴ بحوالہ خواتین اسلام کی علمی و دینی خدمات ص ۳۱

78 - ذیل العبر ۷۰

79 - ذیل العبر ۱۴۷

الغیلانیات کا سماع کیا[80]

خواتین کی صنفی حیثیت کا لحاظ

قاضی اطہر مبارکپوریؒ لکھتے ہیں:

"عام طور سے ان تعلیمی اسفار میں طالبات کی صنفی حیثیت وضرورت کا پورا خیال رکھا جاتا تھا، اور ان کی راحت وحفاظت کا پورا پورا اہتمام ہوتا تھا، خاندان اور رشتہ کے ذمہ داران ساتھ ہوتے تھے" امام سہمی نے "تاریخ جرجان" میں فاطمہ بنت ابو عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن طلقی جرجانی کے حال میں لکھا ہے کہ میں نے فاطمہ کو اس زمانہ میں دیکھا ہے جب ان کے والد ان کو اٹھا کر امام ابو احمد بن عدی جرجانی کی خدمت میں لے جاتے تھے، اور وہ ان سے حدیث کا سماع کرتی تھیں[81]

فاطمہ بنت محمد بن علی لحمنیہ اندلس کے مشہور محدث ابو محمد باجی اشبیلی کی بہن تھیں، انہوں نے اپنے بھائی ابو محمد باجی کے ساتھ رہ کر طالبعلمی کی، اور دونوں نے ایک ساتھ بعض شیوخ واساتذہ سے حدیث کی اجازت لی[82]

جن مشائخ اور محدثین کی درسگاہوں میں طلبہ اور طالبات کا رجوع ہوتا تھا وہاں طالبات اور خواتین کے لئے مخصوص جگہیں ہوا کرتی تھیں، جن میں وہ مردوں سے الگ رہ کر درس سنتی تھیں، جیسا کہ قروین کے علماء ومشائخ کی درسگاہوں کے حالات سے معلوم ہوتا ہے[83]

---

80 - ذیل العبر ۱۴۷

81 - تاریخ جرجان حمزہ بن یوسف سہمی ص ۴۶۳، خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات ۳۲

82 - بغیۃ الملتمس فی رجال الاندلس، احمد بن یحی الضبی، ص ۵۳۱

83 - خواتین اسلام کی خدمات ۳۳

خواتین کی علمی تصنیفات

مردوں کی طرح عورتوں نے بھی حدیث کے موضوع پر باقاعدہ کتابیں تحریر کی ہیں۔

☆امام ذہبیؒ نے عجیبہ بنت حافظ محمد بن ابو غالب باقداریہ بغدادیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے صرف اپنے اساتذۂ حدیث کے حالات پر دس جلدوں میں ایک کتاب تیار کی تھی[84] اس سے اس خاتون کے اساتذۂ حدیث کی تعداد کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

☆ام محمد فاطمہ خاتون بنت محمد خطیبہ اصفہانیہ کو تصنیف و تالیف کا بڑا ملکہ تھا، انہوں نے "الرموز من الکنوز" کے نام سے پانچ (۵) جلدوں میں ایک کتاب لکھی تھی، اس کے علاوہ اور بھی ان کی تصنیفات ہیں[85]۔

☆ام محمد بنت فاطمہ بنت نفیس الدین محمد بہنیسہ مکیہ نے بھی حدیث اور دوسرے علوم پر بہت سی کتابیں لکھی تھیں[86]۔

مگر افسوس آج ان اہل علم خواتین کی کوئی کتاب محفوظ نہیں ہے، صرف ان کا تذکرہ کتابوں میں رہ گیا ہے۔

فقہ و فتاوی

فقہ و فتاوی میں بھی خواتین نے بہت حصہ لیا، اور یہ سلسلہ بھی عہد صحابہ ہی سے جاری ہے، تقریباً ستائیس (۲۷) صحابیات فقہ و فتاوی میں شہرت رکھتی تھیں، جن میں سات (۷)

---

84 - العبر للذہبی ۱۴۷

85 - العقد الثمین ج۸ ص ۲۰۲

86 - العقد الثمین ج۸ ص ۲۰۲

امہات المومنین تھیں۔

☆بعد کے ادوار میں مشہور حنفی فقیہ وعالم شیخ علاؤالدین سمرقندی (متوفی ۵۳۹ھ) مصنف "تحفۃ الفقہاء" کی صاحبزادی "فاطمہ" کافی ممتاز اور مشہور ہوئیں، ان کے شوہر شیخ علاؤالدین کاسانی (متوفی ۵۸۷ھ) نے البدائع والصنائع کے نام سے فقہ اسلامی پر ایک شاہکار کتاب لکھی ہے،"فاطمہ" کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ کتاب لکھنے کے درمیان جب کبھی ان کے شوہر سے غلطی ہوتی تو وہ ان کو اس کی طرف توجہ دلاتی تھیں، اور وہ اپنے والد اور شوہر کے ساتھ باقاعدہ فتوی نویسی بھی کرتی تھیں، لکھاہے کہ ان کے یہاں صادر ہونے والے فتاوی پر فاطمہ ،ان کے والد اور ان کے شوہر تینوں کے دستخط ہوا کرتے تھے[87]۔

☆ قاضی ابو عبد اللہ حسین بن اسماعیل معاملی کی صاحبزادی امۃ الواحد ستیتہ فقہ شافعی میں کافی دسترس رکھتی تھیں،وہ شیخ ابو علی بن ابو ہریرہؒ کے ساتھ فتوی دیا کرتی تھیں،ابن جوزی کا خیال ہے کہ فقہ شافعی کی جزئیات پر جس قدر ان کی نگاہ تھی، اس دور کا کوئی شافعی عالم اس باب میں ان سے ہم سری کادعوی نہیں کر سکتا تھا[88]

☆مغرب اقصی میں تین خواتین کو فقہ وفتاویٰ کے میدان میں خاص شہرت حاصل ہوئی:

(۱)ام ہانی عیوسیہ (۲)ان کی بہن فاطمہ (۳)اور شیخ زورق کی دادی ام البنین۔

☆ام عیسی بنت ابراہیم بن اسحاق بغدادیہ ،بغداد کی مقتیہ تھیں[89]

☆ شیخ تقی الدین ابراہیم بن علی واسطی کی صاحبزادی امۃ الرحمن فقہ وفتاوی میں خاص

87-العبر ج۳ص ۴،المنتظم ابن جوزی ج۶ص ۱۳۹

88-العبر ج۳ص ۴،المنتظم ابن جوزی ج۶ص ۱۳۹

89 - تاریخ بغداد ج۱۴ص ۴۴۲

ملکہ وشہرت رکھتی تھیں، اورست الفقہاء، یعنی سیدۃ الفقہاء کے لقب سے یاد کی جاتی تھیں[90]

☆ اسی طرح امیر سید شریف علاؤ الدین علی بن خطیب شرف الدین احمد کی بہن شریفہ بھی فقہ وفتاوی میں مشہور تھیں[91]

☆فقیہ یوسف بن یحی اندلسی کی بہن فاطمہ بنت یحیٰ قرطبہ کی بڑی فقیہہ تھیں،ان کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ان کے جنازہ میں اتنے زیادہ لوگ شریک ہوئے جس کی پہلے کوئی نظیر نہیں ملتی[92]

غرض علوم دینیہ کے مختلف شعبوں میں عورتوں نے کمال حاصل کیا،اور ایک زمانہ سے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔

عصری علوم وفنون میں خواتین کا حصہ

یہی حال اس دور کے علوم عصریہ :زبان وادب ، منطق و فلسفہ ، علم کلام، خطاطی و کتابت صحافت و انشاء،اور تقریر وخطابت وغیرہ کا بھی تھا،مسلم خواتین ان علوم وفنون میں بھی پیش پیش رہیں،اور کسی مسلم حکومت یا معاشرہ نے ان پر روک نہیں لگائی،بلکہ تاریخ کی شہادت تو یہ ہے کہ ہر دور میں ایسی تعلیم یافتہ اور باکمال خواتین کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ذیل میں بطور مثال علوم عصریہ میں بعض کمال یافتہ خواتین کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

---

90 -ذیل العبر للذھبی ۱۴۷

91 -خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات ٦

92-بغیۃ الملتمس ۵۳۱

شعر وادب

شعر وشاعری اور زبان وادب ہر دور میں فن لطیف کی حیثیت سے کافی اہمیت کے حامل رہے ہیں، اور ہر عہد کے اصحاب ذوق نے ان سے دلچسپی لی ہے، اور ارباب حکومت نے ان کی سرپرستی کی ہے۔ خواتین بھی اس باب میں کسی سے پیچھے نہیں رہیں، مثلاً:

☆**حضرت سکینہ:** (وفات ۵ / ربیع الاول ۱۱۷ھ) حضرت حسین بن علی کی صاحبزادی ہیں، ان کا اصل نام امیمہ تھا، لیکن انہوں نے سکینہ کے نام سے شہرت پائی، مؤرخین نے سکینہ کی شرافت ونجابت، ذہانت وذکاوت، حسن صورت وسیرت، جود وسخا، نرم دلی، سخن پروری اور تقوی وطہارت کی بہت تعریف کی ہے، "الزرکلی" نے ان کو "سیدة نساء عصر" کے لقب سے یاد کیا ہے، بعض روایت میں ہے کہ حضرت سکینہؓ عرب کے کئی نامور شعراء کی سرپرستی کرتی تھیں، ان میں جریر، فرزدق، جمیل کثیر اور ابن سریج کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں[93]

☆**لیلی الاخیلیہ:** پہلی صدی ہجری میں ایک نامور شاعرہ ہوئی ہے، اس کے والد کا نام عبد اللہ بن الرحال بن کعب بن معاویہ تھا، جو قبیلہ عقیل بن کعب سے تھا، اس کے اسلاف میں کسی شخص کا لقب "الاخیل" تھا اس لئے اس خاندان میں یہ نام عام ہو گیا۔

مرثیہ گوئی اور قصیدہ نگاری میں اس کا درجہ بہت اونچا ہے، اس کے مرثیے اور قصائد عربی ادب میں خاص مقام رکھتے ہیں، اس نے اپنے چچازاد بھائی (جس سے وہ شادی کی آرزومند تھی، مگر آرزو پوری نہیں ہوئی) کی وفات پر جو دردناک مرثیے کہے ہیں، اسی طرح خلیفہ عبد الملک بن مروان اور حجاج بن یوسف ثقفی کی مدح میں جو قصائد نظم کئے ہیں، فصاحت وبلاغت میں اپنی

---

93 - ابن خلکان، ابن سعد وغیرہ، تاریخ اسلام کی چار سو باکمال خواتین ٦٦

نظیر آپ ہیں۔

ایک دفعہ عرب کے نامور شاعر فرزدق سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو بھی کسی کے کلام پر رشک آتا ہے، اس نے کہا کہ مجھے کبھی بھی کسی کے شعر پر رشک نہیں آیا لیکن لیلی الاخیلیہ کے ان اشعار پر جو اس نے عمرو بن خلیع کی مدح میں کہے ہیں، مجھے اکثر رشک آتا ہے۔

لیلی کو کئی مرتبہ حضرت امیر معاویہؓ، خلیفہ عبد الملک اور حجاج سے گفتگو کے مواقع ملے ،اس گفتگو کی تفصیلات مختلف کتابوں میں ملتی ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑی فصیح البیان ،روشن دماغ اور ذہین خاتون تھیں[94]

☆**عقیلہ بنت ضحاک:** پہلی صدی ہجری کے مشہور عرب شاعر الفرزدق کا بیان ہے کہ ہماری قوم کے ایک شخص کے دو غلام گم ہو گئے، وہ اونٹنی پر سوار ہو کر ان دونوں کی تلاش میں نکلا، راستہ میں طوفان باد و باراں میں گھر گیا، قریب ہی بنو حنیفہ کا ایک گھر نظر آیا، وہ پناہ لینے کے لئے بطور مہمان اس گھر کے اندر چلا گیا اور اپنی اونٹنی کو باہر ایک طرف بٹھا کر باندھ دیا، وہاں اسے ایک عجیب واقعہ پیش آیا، جسے اس نے اس طرح بیان کیا ہے:

"مجھے وہاں بیٹھے کچھ دیر گذری تھی کہ ایک حسین لڑکی جس کی آنکھیں ہیروں کی طرح چمکتی تھیں آئی، اور پوچھا کہ یہ کس کی اونٹنی ہے؟ ایک سیاہ فام کنیز جو پہلے سے ہی میرے پاس بیٹھی تھی کہا کہ یہ تمہارے اس مہمان کی، اس نے میری طرف رخ کر کے کہا" السلام علیکم "

میں نے سلام کا جواب دیا تو اس نے پوچھا" آپ کس قبیلے سے ہیں؟ میں نے کہا" بنو حنظلہ سے"

اس نے پوچھا" بنو حنظلہ "کے کس خاندان سے؟

---

94 - دائرہ معارف اسلامیہ، باکمال خواتین ۹۲

میں نے کہا" بنو نہشل " سے۔

اس پر وہ مسکرائی اور کہا، تو آپ ان لوگوں سے ہیں، جن کے گھرانے کی فرزدق نے تعریف کی ہے:

ان الذی سمک السماء بنی لنا
بیتا دعائمہ اعز واطول

ترجمہ: بیشک جس ذات نے آسمان کو بلند وبالا بنایا ہے، اس نے ہمارے لئے ایسا گھر تعمیر کیا ہے جس کے ستون نہایت مضبوط اور طویل ہیں۔

بیتا زوارہ محتب بفنائہ
ومجاشع ابو الفوارس نہشل

ترجمہ: ایسا گھر جس میں بڑے بڑے نامور لوگ آتے رہے، اور مجاشع ابو الفارس بھی آچکے ہیں۔

میں نے کہا، ہاں، اور مجھ کو یہ اشعار بہت اچھے لگے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر وہ ہنسی اور کہا: لیکن ابن الخطفی نے تمہارے اس گھر کو اپنے اس شعر سے ڈھا دیا ہے:

اخزی الذی رفع السماءمجاشعا
و بنی بناء با لحفیض الاسفل

(یعنی جس ذات نے آسمان کو رفعت عطا کی ہے، اس نے مجاشع کو ذلیل ورسوا کر دیا، اور اس کے لئے سب سے نیچے خشک جگہ میں ٹھکانہ بنایا)

یہ شعر سن کر میری طبیعت مکدر ہو گئی اور اس کے آثار میرے چہرے پر بھی نمودار ہوئے، یہ دیکھ کر اس نے کہا، آپ رنجیدہ نہ ہوں، کیونکہ زمانہ کا یہی دستور ہے کہ ایک کہتا ہے اور ایک سنتا ہے، پھر اس نے پوچھا آپ کہاں جائیں گے؟

میں نے کہا: یمامہ۔ اس نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا، آپ کی منزل مقصود آپ کے

سامنے ہی ہے، پھر اس نے یہ شعر پڑھا:

تذکرنی بلادا خیر اہلی
بھا اھل المروءۃ والکرامۃ

(تو نے مجھے ایسا علاقہ یاد دلایا ہے جس کے باشندے میرے بہترین ساتھی ہیں، جو بڑی مروت اور شرافت کے حامل ہیں)

میں نے پوچھا، تمہارا عقد ہو گیا ہے یا نہیں؟ اس نے جوب دیا:

اذا وقد النیام فان عمروا
تورقہ الھموم الی الصباح

(جب سونے والے گہری نیند سو جاتے ہیں، تو عمرو کو تفکرات صبح تک بیدار رکھتے ہیں

میں نے پوچھا یہ عمرو کون ہے؟

اس نے جواب میں یہ شعر پڑھا:

سئلت و لو علمت کففت عنہ
و من لک بالجواب سوی الخبیر

(تو نے عمرو کے بارے میں پوچھ دیا، اگر تجھے معلوم ہوتا تو اس سوال سے گریز کرتا اور جاننے والے کے سوا تیرے سوال کا جواب کون دے سکتا ہے؟)

پھر کچھ اور شعر پڑھے اور دفعتہً خاموش ہو گئی، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کچھ سن رہی ہو، پھر اس کے زبان پر یہ شعر جاری ہو گئے:

یخیل لی ھیاعمرو بن کعب
کانک قد حملت علی السریر

(مجھے خیال ہوتا ہے کہ اے عمرو بن کعب! گویا لوگ تیرا جنازہ اٹھائے لئے جاتے ہیں)

فان تک هکذا یا عمرو انی
مبکرة علیک الی القبور

(پس اے عمرو! اگر یہ بات ہے تو میں صبح سویرے تیرے پاس قبروں میں پہونچوں گی
)

یہ کہہ کر اس نے ایک دل دوز چیخ ماری اور بیہوش ہو کر اس طرح گری کہ گرتے ہی دم نکل گیا۔

میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ لڑکی کون تھی ؟------انہوں نے بتایا کہ ضحاک بن عمرو بن محرق کی بیٹی "عقیلہ " ہے۔

میں نے کہا یہ عمرو کون ہے ؟

انہوں نے بتایا کہ اس کا چچازاد بھائی عمرو بن کعب بن محرق ہے۔

میں وہاں سے رخصت ہو کر یمامہ پہونچا تو میں نے عمرو بن کعب کو تلاش کیا، معلوم ہوا کہ وہ فوت ہو چکا ہے اور ٹھیک اسی وقت عقیلہ چیخ مار کر گری تھی، اس کو یمامہ میں دفنایا جارہا تھا[95]

☆**فرزدق کی بیوی** کو ادب میں اس قدر درک حاصل تھا کہ خود اس کا شوہر اور شاعری میں اس کا حریف جریر دونوں فیصلہ کے لئے اس کی طرف رجوع کیا کرتے تھے، اس کا فیصلہ یہ تھا کہ اعلی درجہ کی نظموں میں دونوں کا پلہ برابر ہے ، لیکن ادنی درجہ کی نظموں میں جریر کا کلام فرزدق سے بہتر ہے[96]

☆**صفیہ**: یہ اشبیلہ (Seville) کی رہنے والی تھی، خطابت اور شاعری کی صلاحیتوں میں ممتاز تھی۔

---

95 - کتاب الاغانی، باکمال خواتین ۹۷،۹۵

96 - البیان والتبین ۹۳

☆**زینب بنت زیاد اور حمیدہ بنت زیاد** نہایت اعلی درجہ کی شاعرہ تھیں، علم و فن کے ہر شعبہ میں انہیں کمال حاصل تھا، اور دونوں حسین و جمیل بھی تھیں، اور دولت مند بھی[97]

☆**مریم بنت ابویعقوب** اندلس کی رہنے والی تھیں، اپنے دور کی مشہور شاعرہ اور ادیبہ تھیں، نہایت دیندار اور باکمال خاتون تھیں، اشبیلیہ میں مستقل قیام تھا عورتوں کو شعر و ادب کی تعلیم دیتی تھیں، چوتھی صدی ہجری کے بعد ان کی شاعری کو بہت شہرت و قبولیت حاصل ہوئی[98]

☆**بدانیہ** نے استاذ ابو المطرب عبد المنان سے پڑھا تھا، لیکن وہ استاذ سے بڑھ گئیں، اس نے "المبرد" کی تصنیف "الکامل پر اور القالی کی "النوادر" پر عبور حاصل کیا تھا، اور علم عروض میں مسلمہ استاذ تھیں[99]

☆**حفصہ الرکونیہ** ساکن غرناطہ اپنی شرافت، اپنے حسن اور دولت و قابلیت کے باعث مشہور تھی، اس کی شاعری میں محبت کے جذبات بھرے ہوئے تھے، وہ خلیفہ کے محل میں خواتین کی استاذ اور اتالیق تھی[100]

☆**غسانیہ** بھی اندلس کی مشہور شاعرہ تھیں، مقام بجایہ میں رہتی تھیں، سلاطین اور امراء کی مدح میں اشعار اور قصائد کہا کرتی تھیں[101]

☆اندلسی شاعرات میں **دادی آسیہ** اس فن میں شہرت رکھتی تھیں، اور امراء کی شان میں اشعار کہا کرتی تھیں، ایک مرتبہ وہ اپنے وطن "آش" سے اشبیلیہ کا سفر کر کے امیر المؤمنین

---

97 - نفح الطیب ۱۴۲

98 - نفح الطیب ۱۴۲

99 - نفح الطیب ۱۷۸

100 - ارشاد (یاقوت) ۱۱۹

101 - بغیۃ الملتمس ۵۲۹

خلیفہ ابو یعقوب کو سر دربار اپنے اشعار سنائے[102]

☆**نزہون** نامی ایک خاتون غرناطہ کی مشہور شاعرہ وادیبہ تھی، فی البدیہ اشعار کہنے اور حاضر جوابی میں مہارت اور شہرت رکھتی تھی[103]

☆ **مستکفی باللہ محمد بن عبد الرحمن والیٔ اندلس کی صاحبزادی "ولادہ"** تھیں، وہ ادیبہ شاعرہ تھیں، ان کی باتیں وزنی اور طبیعت شاعرانہ تھی، شعراءوادباء میں رہ کر ان سے ادبی مسائل میں سوال وجواب کرتی تھیں اور سب پر بھاری تھیں[104]

☆**بی بی عروضیہ** (وفات ۴۵۰ھ): اس کا شمار پانچویں صدی ہجری کے اندلس کی شہرۂ آفاق عالمات میں ہوتا ہے، علامہ ابو المطرف عبد الرحمن بن علبون کی آزاد کردہ باندی تھی، بلنسیہ (والنشیا) میں مستقل اقامت اختیار کرلی تھی، علم صرف، نحو، معانی، علم بدیع، علم لغت اور علم عروض میں یگانۂ روزگار تھی، علم نحو اور علم لغت اس نے اپنے آقاء ابو المطرب عبد الرحمن سے حاصل کیا تھا، مگر ان دونوں فنون میں وہ استاذ پر فوقیت لے گئی، اس کو مبرد کی کتاب "کامل" اور قالی کی کتاب "نوادر" زبانی یاد تھی، اور ان کی شرح نہایت عمدگی کے ساتھ کرتی تھی، اس دور کے ایک مشہور عالم سلیمان بن نجاح کا بیان ہے کہ میں نے عروضیہ سے کامل اور نوادر پڑھیں، اور علم عروض بھی سیکھا[105]

☆**مغرب اقصی کی ادیبہ شاعرہ سارہ بنت احمد بن عثمان** (وفات ۵۰۷ھ م ۱۱۰۶ء) شعر وادب میں اس قدر آگے رہیں کہ ابن سلمون نے ان سے "اجازت" حاصل ہونے پر فخر کیا

---

102 ۔ بغیۃ الملتمس ۵۲۹

103 ۔ بغیۃ الملتمس ۵۲۹

104 ۔ بغیۃ الملتمس ۵۲۹

105 ۔ باکمال خواتین ۲۱۰

ہے[106]

☆**مکہ مکرمہ کی مشہور محدثہ اور عابدہ وزاہدہ خاتون خدیجہ بنت شیخ شہاب الدین نویری** بھی شاعرہ تھیں اور نہایت عمدہ اشعار کہتی تھیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی منقبت میں بہت سے اشعار اور نظمیں کہی ہیں[107]

☆ **محدثہ وفقیہہ زینب بنت کمال الدین ہاشمی** بھی مکہ مکرمہ میں رہتی تھیں، عقل وخرد ،مروت وشرافت اور عزت وریاست میں بہت آگے تھیں ساتھ ہی شعر وشاعری کا نہایت ستھرا ذوق رکھتی تھیں، اور ان کو بہت سے اشعار یاد تھے۔[108]

☆ **ام الحسین بنت قاضی مکہ شہاب الدین طبری** شاعری کرتی تھیں اور ان کی نظمیں مشہور ومقبول تھیں[109]۔

☆ **تقیہ ام علی بنت ابی الفرح** (متوفیہ ۵۷۹ھ)نہایت قابل خاتون تھیں ،ان کے انتہائی اونچے درجہ کے اشعار اور قصائد ہیں، ایک مرتبہ انہوں نے سلطان صلاح لدین کے بھتیجے تقی الدین عمر کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جو ساقی نامہ کے طرز پر لکھا گیا تھا،اس میں شاعرہ نے نہایت خوبی سے ایک محفل مے نوشی کا بے کم وکاست نقشہ کھینچا تھا، ساغر ومینا اور دیگر کوائف اس طرح بیان کئے گئے تھے کہ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ شاعر خود ایک عادی مے خوار ہے۔۔۔ قصیدہ پڑھ کر تقی الدین نے علی الاعلان کہا کہ شاعر کو ضرور محفل مے نوشی کا ذاتی تجربہ ہے۔۔۔ یہ سن کر اس خاتون نے ایک رزمیہ قصیدہ لکھ ڈالا جس میں اس نے جنگ کی کل جزئیات

---

106 ۔خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات ۴۷

107 ۔العقد الثمین ج۸ص ۲۰۸

108 ۔العقد الثمین ج۸ص ۲۳۳

109 ۔العقد الثمین ج۸ص ۲۳۱

نہایت تفصیل سے بیان کی تھیں، اور میدان جنگ و جنگجو بہادروں کا نقشہ کھینچا تھا، جب اس نے یہ رزمیہ نظم تقی الدین کو بھیجی تو ایک خط میں لکھا کہ "مجھے جتنا تجربہ بزم کا ہے اتنا ہی تجربہ رزم کا ہے "اس نظم کو پڑھ کر تقی الدین نے اس کے اعلیٰ تخیل کا لوہا مان لیا، اور اس کی بے حد تعریف کی[110]

☆ **اندلس کے خلیفہ حکم ثانی (۳۵۰ھ تا ۳۶۶ھ) بی بی نجم السعید رضیہ**، شعر و سخن اور زبان و ادب میں یگانۂ دہر تھی، شوہر کی وفات کے بعد اس نے بہت سے مشرقی ممالک کا سفر کیا ،اور ہر جگہ کے علماء نے اس کی بڑی قدر کی[111]

☆ **اندلس کے اموی خلیفہ الحکم ثانی (متوفی ۳۶۶ھ) کے حرم میں ایک جاریہ خاتون** تھی، جس کا نام فاطمہ تھا، اس کے باپ کا نام زکاریۃ الزابلیری تھا، جو ایوان خلافت میں عہدہ دار تھا فاطمہ اکثر "القصر "(داقع لبنہ) میں رہتی تھی، وہ بڑی عالمہ اور فاضلہ خاتون تھی، صرف، نحو، ادب، حساب، اور دیگر علوم مروجہ میں اس کو درجۂ تبحر حاصل تھا، انشاء پردازی میں اس کا کوئی جواب نہ تھا، وہ اکثر "الحکم "کی طرف سے خطوط اور فرامین لکھتی تھی، جو فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے نثر اعلیٰ کا نمونہ ہوتے تھے، ابن حیان کا بیان ہے کہ اندلس میں نہ کوئی دوسری عورت فاطمہ سے بہتر انشاء پرداز تھی، اور نہ کوئی مرد اس کی ہمسری کا دعویٰ کر سکتا تھا، اسکے یہاں علمی اور صنعتی کتابوں کا ایک بیش بہا ذخیرہ موجود تھا[112]

☆ایک بیش قیمت کتاب (مخطوطہ) "نزہۃ الجلساء فی اخبار النساء "مصنفہ السیوطی دمشق کے کتب خانہ 'الظاہریہ "میں ہے، اس میں ستائیس (۲۷) خواتین شعراء کے سوانح حیات درج

---

110 - ابن خلکان ج ا ص ۱۰۳

111 - تاریخ اسلام کی باکمال خواتین ۱۹۴

112 - تاریخ اسلام کی باکمال خواتین ۱۹۴

ہیں[113]

خطاطی وخوشنویسی

خطاطی وخوشنویسی کو فنون لطیفہ میں بڑی اہمیت حاصل ہے، اور ہر دور میں یہ فن اہل ذوق و نظر اور اصحاب کمال کا منظور نظر رہاہے، اور مردوں کی طرح عورتوں نے بھی اس علم کو بطور فن (آرٹ) قبول کیاہے، اور اس میدان میں نمایاں مقام حاصل کیاہے، مثلاً:

(۱) **ام الفضل فاطمہ بنت حسن بن علی الاقرع** بغداد کی رہنے والی تھیں، "بنت اقرع" کی نسبت سے مشہور تھیں، فن خطاطی وخوشنویسی میں استاد زمانہ تھیں، مشہور خطاط "ابن البواب " کے خط کی پوری نقل کرتی تھیں، اور اہل علم ان سے خطاطی سیکھتے تھے، علامہ ذہبی اور علامہ ابن جوزی نے ان کے حسن خط کی بہت تعریف کی ہے۔

"بنت الاقرع" کو ان کے حسن خط کی وجہ سے وزیر ابو النصر عبد الملک کندری نے بلاد جبل بلایا، اور دیوان عزیزی اور عیسائی شاہ روم کے مابین صلح نامہ کی کتابت کرائی، یہ صلح نامہ صرف ایک ورق میں لکھا گیا تھا، جس پر بنت الاقرع کو ایک ہزار دینار دیئے گئے تھے[114]

(۲) **امۃ العزیز خدیجہ بنت یوسف** عالمہ، فاضلہ محدثہ کے ساتھ مشہور خوشنویس بھی تھیں، اور اس فن کے مشاہیر سے خطاطی کی تعلیم حاصل کی تھی[115]

(۳) **فخر النساء شہدہ بنت احمد** کاتبہ کے لقب سے مشہور تھیں، ان کا خط نہایت پاکیزہ

---

113 - سہ ماہی دعوت حق تعلیم نسواں نمبر ص ۲۱

114 - العبر ج۳ ص ۳۹۸

115 - المنتظم ج ۱۰ ص ۲۸۸

اور حسین تھا، ابن جوزی اور ابن خلکان نے ان کے حسن خط کی شہادت دی ہے[116]

(۴) **اندلس کی مشہور کاتبہ وادیبہ "مرنہ'** امیر الناصر لدین اللہ کی خاص کاتبہ ومنشیہ تھیں، اور ان کا خط نہایت پاکیزہ اور حسین تھا، ۳۵۸ھ میں فوت ہوئیں[117]

(۵) **"منیہ الکاتبہ"** خلیفہ معتمد علی اللہ عباسی کی باندی تھیں، فن کتابت وانشاء میں خاص شہرت رکھتی تھیں اور "الکاتبہ" کے لقب سے مشہور تھیں[118]

(٦) اندلس کے فرمان روا عبد الرحمن ثالث (۳۰۰ھ تا ۳۵۰ھ) کے عہد میں ایک نامور فاضلہ اور خوشنویس **صفیہ بنت عبد اللہ رازی** گذری ہیں، وہ جملہ علوم مروجہ میں بھی تبحر و کمال رکھتی تھیں، اشعار بھی کہتی تھیں، اور خلیفہ عبد الرحمن ان کے اشعار کا بڑا مداح تھا[119]

(۷) **اندلس ہی کی عالمات میں ایک "لبنی"** نامی کاتبہ ومنشیہ خلیفہ حکم بن عبد الرحمن اموی کی خاص کاتبہ تھی، اور سرکاری خط وکتابت کی ذمہ داری سنبھالتی تھی، ان کو فن کتابت میں بڑی مہارت حاصل تھی، علم الحساب میں بھی ماہر تھیں، ساتھ ہی شاعری، نحو، عروض، اور دیگر علوم وفنون سے بھی حصہ وافر رکھتی تھیں[120]

(۸) **عائشہ بنت عمارہ بن یحی' شریف بجاویہ افریقیہ**، ادیبہ وشاعرہ کے ساتھ نہایت اونچے درجہ کی خوشنویس بھی تھیں، ایک کتاب اٹھارہ (۱۸) جلدوں میں اپنے خط سے نقل کی

---

116 ۔ابن خلکان ج ا ص ۲۴۵

117 ۔بغیۃ الملتمس ۵۳۰

118 ۔تاریخ بغداد ج ۱۴ ص ۴۴۲

119 ۔بغیۃ الملتمس ۵۲۸

120 ۔بغیۃ الملتمس ۵۳۰

تھیں[121]

(۹) بی بی عائنذہ بنت احمد بن محمد قرطبہ کے گورنر احمد بن محمد کی صاحبزادی تھیں، جملہ علوم وفنون میں مہارت رکھتی تھیں، بالخصوص فن کتابت میں ایسا کمال پیدا کیا کہ اس دور میں کسی کو ان کی ہمسری کا چارانہ تھا، انہوں نے اندلس کے علم دوست خلیفہ الحکم (متوفی ۳۶۶ھ) کے لئے بے شمار کتابیں نقل کی تھیں، ابن حیان کا بیان ہے کہ عائنذہ علم وفضل اور فصاحت وبلاغت میں سارے اندلس میں اپنا ثانی نہ رکھتی تھیں[122]

(۱۰) بی بی عائشہ بنت احمد چوتھی صدی ہجری میں نہایت باکمال خاتون گذری ہیں قرطبہ کی رہنے والی تھیں مؤرخ ابن حیان کا بیان ہے کہ اندلس کی خواتین میں کوئی شریف عورت علم وفہم اور شعر وادب میں اس کے پایہ کی نہ تھی اندلس کے حکمراں ان کے مرتبۂ علمی کی بے حد قدر کرتے تھے اور اکثر ان کو انعام واکرام سے نوازتے رہتے تھے جملہ علوم میں کمال رکھنے کے علاوہ ان کو فن کتابت میں عجیب ملکہ حاصل تھا ان کا خط اتنا خوبصورت تھا کہ جو دیکھتا تھا دنگ رہ جاتا تھا انہوں نے بے شمار علمی کتابیں اپنے ہاتھ سے لکھیں اور علماء اندلس نے ان سے بھرپور فائدہ اٹھایا، شعر وشاعری سے بھی شغف رکھتی تھیں اور اپنے دور کے نہایت بلند پایہ شعراء میں شمار کی جاتی تھیں[123]

(۱۱) بنت خداویردی ساتویں صدی ہجری میں بے مثل کاتبہ ہوئی ہے اللہ تعالی نے اسکو بغیر ہاتھوں کے پیدا کیا تھا لیکن پیدائشی لنجی ہونے کے باوجود اس نے پاؤں سے کتابت سیکھی

---

121 - عنوان الدرایۃ فیمن کان من العلماء فی المأۃ السابعۃ فی بجایۃ، ابو العباس احمد غیرینی ص ۴۷

122 - باکمال خواتین ۱۹۰

123 - باکمال خواتین ۱۹۸

اور اس میں ایسا کمال حاصل کیا کہ لوگ اسکی خوش خط کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جاتے تھے،

۶۲۴ھ میں اسکندریہ آئی تو لوگ اس کے کمال فن کو دیکھنے کیلئے ٹوٹ پڑے اور اس کو مالا مال

کر دیا، وزیر مصر نے بھی اس کو ملاقات کیلئے بلایا اور اس کا معقول وظیفہ مقرر کر دیا، اس باکمال

خاتون کا مقبرہ ابھی تک اسکندریہ میں موجود ہے اور اسکے ساتھ کچھ زمین بھی وقف ہے[124]

(۱۲) ابن فیاض نے اخبار قرطبہ میں لکھاہے کہ قرطبہ کے مشرقی علاقہ میں ایک سو

ستر (۱۷۰) عالمات وفاضلات ایسی تھیں جو خط کوفی میں قران شریف لکھتی تھیں[125]۔

اس طرح تاریخ میں بے شمار ایسی خواتین کے نام محفوظ ہیں جنھوں نے خوش نویسی اور

کتابت کی دنیامیں امتیاز حاصل کیا۔

علم طب (میڈیکل سائنس)

خدمت خلق کے وہ فرائض جو اس تہذیب یافتہ دور میں "صلیب احمر" کے ادارے سر

انجام دیتے ہیں، اکثر اسلامی لڑائیوں میں خواتین اسلام انجام دیتی تھیں۔

☆ جب فتح خیبر کے لئے اسلامی فوجیں تیاری کر رہی تھیں، **امیہ بنت قیس الغفاریہؓ**

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں خواتین کی ایک پوری جماعت کے ساتھ حاضر ہوئیں، اور افواج

کے ساتھ چلنے کی اجازت چاہی، تاکہ زخمیوں کی مرہم پٹی کریں، اور دیگر ممکن خدمات انجام دیں،

آنحضرت ﷺ نے اجازت دیدی، اور انہوں نے یہ فرائض انجام دیئے[126]

☆ **الربیع بنت معوذہؓ** کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ اسلامی افواج کے

124 ۔ تذکرۃ الحواشی باکمال خواتین ۲۸۸

125 ۔ خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات ۷۶

126 ۔ سہ ماہی دعوت حق تعلیم نسواں نمبر ۲۴

ساتھ خواتین بھی رہا کرتی تھیں، تا کہ زخمیوں کی دیکھ بھال کریں، اور انہیں پانی پلائے اور زخمیوں کو واپس مدینہ پہونچائیں[127]

☆**حضرت ام ایمنؓ** نے بھی غزوہ احد و غزوۂ خیبر میں حضور ﷺ کی معیت میں شریک ہو کر زخمیوں کی مرہم پٹی کی خدمت انجام دیں[128]

☆علاوہ ازیں ایسی خواتین کے بھی حالات ملتے ہیں جنہوں نے علماء طب کی حیثیت سے شہرت حاصل کی:

☆**قبیلہ بنی اود میں زینب** بہت مشہور ڈاکٹر اور ماہر امراض چشم تھیں۔

☆**ام الحسن بنت القاضی ابی جعفر الطنجالی** مختلف مضامین مین بہت وسیع علم کی مالک تھیں، لیکن وہ بحیثیت طبیب بہت مشہور تھیں[129]

☆الحفیظ بن زہیر کی بہن اور اس کی بیٹی "المنصور ابی عامر' کے زمانہ میں بحیثیت طبیب بڑی شہرت حاصل کی، وہ بہت اچھی طبیبہ تھیں، بالخصوص امراض نسواں میں بڑی ماہر تھیں، اور محل شاہی کی خواتین کے علاج و معالجہ کے لئے ان ہی کو بلایا جاتا تھا[130]

تقریر و خطابت

وعظ و تقریر اور خطابت و جادو بیانی بالعموم مردوں کی میراث مانی جاتی ہے، مگر اس فن میں بھی عورتوں کا خانہ خالی نہیں ہے، تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی پردہ نشینان علم و

---

127 - الاصابۃ لابن حجر ج ۸ ص ۵۷۵

128 - الاصابۃ لابن حجر ج ۸ ص ۱۳۷

129 - الاصابۃ لابن حجر ج ۸ ص ۱۳۷

130 - طبقات الاطباء ابن ابی اصیبعہ ص ۷۰

فضل نے وعظ و تذکیر اور خطابت کے ذریعہ خواتین اسلام کے ایمان و عمل کو تازگی اور رونق بخشی ہیں، اور ان کے ذریعہ مسلم خانوادوں اور کنبوں کی بڑی اصلاح ہوئی ہے، یہ خطیبائیں عورتوں کے مخصوص اجتماعات میں جاکر وعظ سناتی تھی اور ان کے یہاں عورتیں آکر وعظ سنتی تھیں، مثلاً:

☆امام حسن بصریؒ کی والدہ ماجدہ "**خیرہ**" عورتوں کے مجمع میں وعظ سنایا کرتی تھیں [131]

☆**معاذہ بنت عبد اللہ** مشہور تابعی حضرت صلہ بن ریشم کی زوجہ بڑی عالمہ فاضلہ تھیں، وہ عورتوں کی اجتماعات کی صدارت کرتی تھیں، اور انکو وعظ سناتی تھیں [132]

☆**ام الحکم عائشہ بنت محمد بغدادیہ** تو اتنی بڑی خطیب تھیں کہ "الواعظہ" کے لقب سے مشہور ہو گئیں تھیں [133]

☆**ام احمد زلیخا بنت الیاس غزنویہ** بھی "الواعظہ" کے لقب سے مشہور تھیں، امام فاسی کا بیان ہے کہ وہ خرقہ پہن کر عورتوں کے یہاں جاتی تھیں، اور وعظ کرتی تھیں [134]

☆**اس سلسلے میں شیخہ ام زینب فاطمہ بنت عباس بغدادیہ** (وفات ذی الحجہ ۱۴ے ھ) کی خدمات بھی بہت اہم ہیں، ان کے مواعظ سے صرف بغداد ہی کی خواتین نے استفادہ نہیں کیا بلکہ دمشق اور مصر تک ان کا فیض پہونچا، جس کی وجہ سے وہ "سیدۂ خواتین دوراں" کے لقب سے مشہور ہوئیں [135]

☆**خیرونہ فاسیہ**: کے تذکرہ نگاروں نے ان کی دینی خدمات کے سلسلے میں لکھا ہے کہ

---

131 ۔طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۳۷۶

132 ۔طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۴۸۳

133 ۔العبر للذھبی ج ۵ ص ۱۶۸

134 ۔العقد الثمین ج ۸ ص ۲۳۸

135 ۔ذیل العبر ج ۸۰

شہر فاس کی عورتوں میں اشعری عقائد کے پھیلانے میں ان کا بڑا ہاتھ ہے، اور وہ اس بارے میں مغرب میں خاص شہرت رکھتی تھیں[136]

☆**بی بی قدفہ**: خلیفہ حکم ثانی المستنصر کے عہد (۳۵۰ھ تا ۳۶۶ھ) میں اندلس کی ایک نامور فاضلہ ہوئی ہیں، وہ نہایت خوش بیان اور خوش الحان تھیں، اپنی فصیح و بلیغ تقریر سے سامعین کو مسحور کر دیتی تھیں[137]

دیگر علوم وفنون

ان کے علاوہ علم کلام، حکمت و فلسفہ، علم الحساب، اور دیگر علوم وفنون میں بھی خواتین اسلام کا پایہ کافی بلند ہے، تاریخ کے صفحات ایسی بلند پایہ خواتین کے تذکروں سے لبریز ہیں، اس ذیل میں بھی چند نام بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں:

(۱) فقیہۃ الامت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ، فقہ، حدیث، فرائض، احکام، حلال و حرام، اخبار واشعار، طب و حکمت، انساب، بہت سے علوم کی جامع اور ان علوم میں اپنے عہد میں سب پر فائق تھیں، آپ کے ذکر جمیل سے تاریخ کی کتابیں بھری پڑی ہیں[138]

(۲) **حضرت عائشہ بنت طلحہ** حضرت ابو بکر صدیق کی نواسی تھیں، ام المؤمنین حضرت عائشہ کی شاگردہ اور ان کے علوم کی امین تھیں، مختلف علوم وفنون کی جامع تھیں، ان کے علم و فضل کا اعتراف ان کے تمام ہم عصر علماء وفضلاء کو تھا، ایک دفعہ خلیفہ ہشام بن عبد الملک کی دعوت پر اس کے دربار میں گئیں، وہاں مختلف علوم کے بارے میں ان کی گفتگو متعدد نامور علماء

---

136 - خواتین اسلام کی علمی و دینی خدمات ٦٨

137 - باکمال خواتین ١٨٨

138 - طبقات ابن سعد ج ٢ ص ٣٧٤، الاستیعاب ج ٢ ص ٧٦٦، تذکرۃ الحفاظ ج ١ ص ٢٦ وغیرہ

سے ہوئی، وہ سب ان کے تبحر علمی اور وسعت معلومات کے قائل ہو گئے، ہشام اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے ان کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بطور نذرانہ پیش کئے اور نہایت عزت واحترام سے رخصت کیا[139]

(۳) ام جعفر عتابہ: محمد بن حسین بن قحطبہ کی بیٹی، یحی برمکی کی بیوی، اور جعفر برمکی کی والدہ تھیں، اصل نام فاطمہ تھا مگر وہ اپنے لقب، عتابہ، سے مشہور ہوئیں۔ ان کی کنیت، ام جعفر تھی ، نہایت عالمہ فاضلہ خاتون تھیں۔ جملہ علوم و فنون بالخصوص علم کلام، کتابت و خوشنویسی اور علم حساب میں کمال رکھتی تھیں ، سیکڑوں ارباب ہنر و کمال اس کی جوئے سخاوت سے سیر اب ہوئے۔

عتابہ کی زندگی کا آخری دور بہت عبرت ناک تھا، محمد بن غسان گورنر کوفہ کا بیان ہے کہ میں عید الاضحی کے دن اپنی والدہ کے سلام کو گیا۔ ان کی مجلس میں ایک بوڑھی خاتون پرانی چادر اوڑھے نہایت فصیح و بلیغ گفتگو کر رہی تھی، میری والدہ نے کہا بیٹا! اپنی خالہ کو سلام کرو، میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ کہا کہ یہ عتابہ ام جعفر برمکی ہیں، یہ سن کر میں سکتے میں آگیا، ایک وہ زمانہ تھا کہ ان کی شان و تجمل کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا، اور آج وہ کس حال میں ہیں، میں نے ادب سے ان کو سلام کیا، اور حال پوچھا تو کہا، بیٹا کیا پوچھتا ہے، دنیا ایک آنے جانے والی چیز ہے، کل کی بات ہے کہ عید کے دن میرے سرہانے چار سو کنیزیں کھڑی ہوتی تھیں، پھر بھی میں کہتی کہ جعفر میرا خیال نہیں رکھتا، اور آج یہ حالت ہے کہ میرے پاس صرف دو پوستینیں ہیں، ایک کو اوڑھ لیتی ہوں اور ایک کو بچھا لیتی ہوں[140]

---

139 ۔ طبقات ابن سعد، اردو دائرۃ المعارف الاسلامیہ، چار سو باکمال خواتین ۱۶۳

140 ۔ چار سو باکمال خواتین ۱۴۵تا۱۴۸

(۴)**حضرت آمنہ رملیہ** کا شمار دوسری تیسری صدی ہجری کی جلیل القدر عالمات اور اولیاء میں ہوتا ہے، تقریباً ایک سو ترسٹھ ہجری (۱۶۳ھ) میں بغداد کے نواحی شہر رملہ میں پیدا ہوئیں، گھر کی ابتدائی تعلیم کے بعد مکہ معظمہ گئیں، ایک بزرگ عالم دین مسجد حرام میں درس دیتے تھے، ان سے برسوں تک استفادہ کیا، ان کے انتقال کے بعد منورہ کے امام مالکؒ سے استفادہ کیا، ان کے بعد دوبارہ مکہ آکر امام شافعیؒ سے استفادہ کیا، امام شافعیؒ مصر گئے تو وہ کوفہ پہونچ گئیں، جہاں بہت سے علماء وفضلاء موجود تھے، اس طرح انہوں نے مختلف علاقوں کے اہل علم وکمال سے مختلف علوم وفنون میں کمال پیدا کیا، اور یکتائے روزگار ہو گئیں، جب کوفہ سے وطن واپس گئیں، تو ان کے علم وفضل کا چرچا دور دور تک پھیل چکا تھا، مخلوق خدا کو فیض پہونچانے کی خاطر انہوں نے اپنا حلقہ درس قائم کیا تو لوگ تحصیل علم کے لئے جوق درجوق ان کی خدمت میں حاضر ہونے لگے، بڑے بڑے علماء اور اہل فن ان کے درس میں شریک ہوتے تھے۔ بعد میں ان کی زندگی میں انقلاب آیا اور انہوں نے درویشانہ زندگی اختیار کر لی پھر وہ خاصان خدا میں شمار ہونے لگیں[141]

(۵) ایک کنیز ہارون رشید کی خدمت میں پیش کی گئی، جس کی قیمت دس ہزار دینار تھی، خلیفہ نے قیمت منظور کر لی، مگر اس شرط پر کہ کنیزہ کا امتحان لیا جائے، چنانچہ دینیات، فقہ، تفسیر، طب، فلکیات، فلسفہ، خطابت اور شطرنج کے مشہور ماہرین نے یکے بعد دیگرے اس کا امتحان لیا، اور ہر مرتبہ اس نے نہ صرف یہ کہ ہر سوال کا جواب اطمینان بخش دیا، بلکہ ان میں ہر ایک عالم سے اس نے خود ایک ایک سوال کیا جس کا وہ جواب نہ دے سکے[142]

---

141 - چار سو باکمال خواتین ۱۶۰تا۱۶۱

142 - سہ ماہی دعوت حق تعلیم نسواں نمبر ۲۶

(٦) **بی بی عائشہ عباسیہ**: آٹھویں عباسی خلیفہ معتصم باللہ متوفی (۲۲۷ھ) کی صاحبزادی تھیں، والد نے اسکی تعلیم وتربیت نہایت اعلی پیمانہ پر کی، چنانچہ وہ جملہ علوم میں یگانۂ روزگار ہوگئی، نہایت شگفتہ مزاج تھیں اور روتوں کو ہنسادیا کرتی تھیں[143]

(٧) **ام عباس** ساتویں عباسی خلیفہ مامون الرشید (۱۹۸ھ مطابق ۸۱۳ء تا ۲۱۸ھ مطابق ۸۳۳ء) کی بیگم تھی، نہایت ذہین وفطین اور عالمہ وفاضلہ خاتون تھیں، اگرچہ ان کی پرورش خالص بدویانہ (صحرائی) ماحول میں ہوئی تھی، مگر قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تعلق صحرائی علاقہ میں بودوباش رکھنے والے کسی علمی ودینی گھرانے سے تھا، اور ان کی تعلیم وتربیت بہت عمدگی سے کی گئی تھی یہی وجہ تھی کہ عنفوان شباب کو پہونچنے تک ان کو علم الانساب سے سے گہری واقفیت ہو گئی تھی، جس نے مامون الرشید کو ان سے شادی کرنے پر آمادہ کیا، عربی ادب کی بعض کتابوں میں یہ قصہ بہت مزے لے کر بیان کیا گیا ہے مگر یہاں اس تفصیل کا موقعہ نہیں ہے[144]

(٨) **بی بی قدمہ**: ان کا ذکر اس سے پہلے آچکا ہے، ان کے والد کا نام غفار بن نصیر تمیمی تھا، خلیفہ حکم ثانی المستنصر کے عہد (۳۵۰ھ تا ۳۶۶ھ) میں بہت ہی نامور فاضلہ گزری ہیں، ان کو مختلف علوم وفنون کی کتابیں پڑھنے اور جمع کرنے کا بہت شوق تھا، چنانچہ اس نے ادبیات اور مختلف علوم وفنون کی بیش بہا کتابوں کا ایک ذخیرہ اپنے لئے جمع کیا تھا[145]

(٩) **فخر النساء شہدہ**: چھٹی صدی ہجری کی شہرۂ آفاق عالمہ وفاضلہ گزری ہیں، والد کا نام ابو نصر احمد بن عمر الابری تھا وہ اپنے دور کے ایک ممتاز عالم دین تھے۔

شہدہ ۴۸۴ھ میں ایران کے شہر دینور میں پیدا ہوئیں، ابتدائی تعلیم اپنے والد سے

143 - باکمال خواتین ۱۶۳

144 - عقد الفرید، باکمال خواتین ۱۶۸

145 - عقد الفرید، باکمال خواتین ۱۸۸

حاصل کی پھر مختلف علوم وفنون کے ماہروں سے بھرپور استفادہ کیا اور اس طرح وہ اعلی تعلیم سے بہرہ ور ہوئیں، وہ علم حدیث کے علاوہ تاریخ، زبان وادب، خوشنویسی اور دیگر کئی علوم وفنون میں کمال رکھتی تھیں، اور اسی بناپر ان کو فخر النساء کا خطاب دیا گیا تھا۔۔۔۔۔شوہر کی وفات کے بعد اپنے آپ کو ہمہ تن درس وتدریس کیلئے وقف کر دیا۔ خلیفہ مستضی بامر اللہ عباسی (۵۶۶ھ تا۵۷۵ھ) نے ان کے فضل وکمال کی شہرت سنی تو ان کو بہت بڑی جاگیر عطا کی، تاکہ وہ یکسوئی کے ساتھ اشاعت تعلیم میں مشغول رہ سکے، شہدہ نے اسکی آمدنی سے دریائے دجلہ کے کنارے ایک عظیم الشان درسگاہ بنوائی جس میں سینکڑوں طلبہ تعلیم حاصل کرتے تھے اور ان کے تمام اخراجات شہدہ خود برداشت کرتی تھیں، شہدہ آخری دم تک درس وتدریس میں مشغول رہیں اور ۵۷۴ھ نوے سال سے زیادہ عمر پاکر بغداد میں اس عالم ناپائیدار سے رحلت کی، نماز جنازہ جامع القصر بغداد میں ادا کی گئی، جنازہ میں عام مسلمانوں کے علاوہ بڑے بڑے علماء وعمائد سلطنت بھی شریک ہوئے [146]

(۱۰) مغرب اقصیٰ کی مسجد الاندلس کو مریم بنت محمد بن عبد اللہ اخدیہ نے تعمیر کرایا تھا، جس میں "طیب بن کیران" کی صاحبزادی مستقل طور پر منطق وفلسفہ اور مختلف علوم وفنون کا درس پردہ کے پیچھے سے دیا کرتی تھیں، اور اس میں باری باری سے مرد اور عورتیں سب شامل ہوتے تھے، مرد ظہر کے بعد اور عورتیں عصر کے بعد [147]۔

(۱۱) قاضی ابو عبد اللہ حسین بن اسماعیل محاملی کی صاحبزادی امۃ الواحد ستیتہ نے اپنے والد اور دیگر متعدد نامور علماء وفضلاء سے تعلیم حاصل کی، وہ نہایت اعلی تعلیم یافتہ اور فاضلہ خاتون

---

146 ۔ عقد الفرید، باکمال خواتین ۲۵۲ تا ۲۵۳

147 ۔ طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۳۲۵

تھیں، فرائض، حساب، نحو اور دیگر علوم وفنون میں مہارت رکھتی تھیں، فقہ شافعی پر بڑی گہری نگاہ رکھتی تھیں، وہ شیخ ابو علی بن ابو ہریرہؒ کے ساتھ فتوی بھی دیا کرتی تھیں[148]

خواتین کو اعلی علمی خطابات

عہد اسلامی میں خواتین کی علمی پذیرائی اور مقبولیت کا ایک علامتی اظہار اس طور پر بھی ہوتا تھا کہ مرد علماء کی طرح عورتوں کو بھی معزز خطابات سے نوازا جاتا تھا، ذیل میں بطور نمونہ چند ممتاز خواتین کے القاب وخطابات درج کئے جاتے ہیں، جن کو اقلیم علم کی ملکہ اور ان کی علمی ودینی برتری کا سکہ عام طور پر تسلیم کیا گیا۔ (ست بمعنی سیدۃ ہے)

(۱) ست الاجناس: موفقیہ بنت عبد الوہاب بن عتیق بن وردان مصریہ

(۲) ست الاہل: ام احمد بنت علوان بن سعید بعلبکیہ

(۳) ست الشام: خاتون اخت الملک العادل

(۴) ست العرب: ام الخیر بنت یحیٰ بن قائماز کندیہ دمشقیہ

(۵) ست الفقہاء: شریفہ بنت خطیب شرف الدین احمد بن محمد دمشقیہ

(۶) ست الفقہاء: امۃ الرحمن بنت تقی الدین ابراہیم بن علی واسطیہ صالحیہ

(۷) ست الکل: عائشہ بنت محمد بن احمد بن علی قلیسیہ

(۸) ست الکل: بنت امام رضی الدین ابراہیم بن محمد طبریہ مکیہ

(۹) ست الکل: بنت احمد بن محمد مکیہ

(۱۰) ست الملوک: فاطمہ بنت علی بن علی بن ابوبدر بغدادیہ

---

148 - العبر للذھبی ج۳ ص ۴، المنتظم ج ۶ ص ۱۳۹

(۱۱)ست الناس: کمالیہ بنت احمد بن عبد القادر دمرادیہ

(۱۲)ست الوزراء: بنت عمر بن اسعد تنوخیہ

(۱۳)تاج النساء: بنت رستم بن ابورجاء بن محمد اصفہانیہ

(۱۴)شرف النساء: امۃ اللہ بنت احمد بن عبد اللہ بن علی آبنوسیہ

(۱۵)فخر النساء: شہدہ بنت احمد ابن عمر ابریہ بغدادیہ

(۱۶)زین الدار: وجیہہ بنت علی بن یحیٰ انصاریہ بوصیریہ

(۱۷) شجرۃ الدر: ام خلیل

(۱۸)حرۃ: ام المؤید زینب بنت ابو القاسم عبد الرحمن شعریہ نیساپوریہ

(۱۹)جلیلہ: ام عمر خدیجہ بنت عمر بن احمد بن عدیم

(۲۰)معلمہ: غالیمہ بنت محمد اندلسیہ

(۲۱)شیخۃ: ام عبد اللہ حبیبہ بنت خطیب عز الدین ابراہیم مقدسیہ

(۲۲)شیخۃ: ام زینب فاطمہ بنت عباس بغدادیہ

(۲۳)شیخۃ: ام الفضل صفیہ بنت ابراہیم بن احمد مکیہ

(۲۴)شیخۃ: ام احمد زینب بنت مکی بن علی کامل حرانیہ[149]

یہ القاب وخطابات ان خواتین کے علو مرتبت ، عظمت اور بے پناہ مقبولیت کی دلیل ہیں۔

---

149 ۔خواتین اسلام کی دینی وعلمی خدمات ۳۸تا۳۹

حکم شرعی

ان تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام نے عورت کو تعلیم کے کسی میدان میں آگے بڑھنے سے نہیں روکا، وہ مردوں کے ہم پلہ بلکہ ان سے فائق ہوسکتی ہے، اور اعلی سے اعلی خدمات انجام دے سکتی ہے، بس شرط یہ ہے کہ وہ تعلیم عورت کے صنفی حیثیت کو متاثر نہ کرے، شرعی حدود کو زد نہ پہونچے، اور تعلیم مفید، صالح اور ٹھوس حقائق پر مبنی ہو۔

عصر حاضر میں علم کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا ہے، اور ان تمام چیزوں پر علم کا اطلاق ہوتا ہے، جن کا تعلق عقل و فکر یا تجربہ و حس سے ہو، خواہ ان تجربات و خیالات کی کوئی مثبت اور ٹھوس بنیاد موجود ہو یا نہ ہو اور اس تعلیم سے متعلقہ افراد یا دیگر لوگوں پر کیسے بھی اثرات مرتب ہوتے ہوں۔

علم کی قسمیں

ہمارے اسلامی مصنفین و مفکرین نے وسائل اور نتائج کے لحاظ سے علوم کی بعض تقسیمات کی ہیں، تفصیلات سے بچتے ہوئے اس موقعہ پر ان کی طرف خفیف اشارہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، امام غزالی نے احیاء العلوم میں علم پر بڑی تفصیلی بحث کی ہے، اور نصوص و عقلیات دونوں اعتبار سے اس پر روشنی ڈالی ہے، امام غزالیؒ کے نزدیک بنیادی طور پر علوم کی دو قسمیں ہیں:

(۱) شرعی علوم (۲) غیر شرعی علوم

شرعی علوم سے مراد وہ علوم ہیں جو عقل و تجربہ سے حاصل نہ ہو، بلکہ انبیاء کرام کے ذریعہ حاصل ہوں، ان کے علاوہ تمام علوم "غیر شرعی علوم" کے دائرہ میں آتے ہیں

، پھر غیر شرعی علوم کی تین قسمیں ہیں (۱) محمود (۲) مذموم (۳) مباح

(۱) محمود سے مراد وہ علوم ہیں جن سے عام لوگوں کی دنیاوی مصالح وابستہ ہوں، مثلا طب (میڈیکل) اور حساب وغیرہ۔

(۲) مذموم سے مراد وہ علوم ہیں جو غلط اور منفی بنیادوں پر قائم ہوں، مثلا سحر، طلسمات شعبدہ وغیرہ۔

(۳) مباح سے مراد وہ علوم ہیں جن میں کسی مضرت کا پہلو نہ ہو، اور کسی نہ کسی درجہ میں فائدہ مند ہو، مثلاً شاعری، تاریخ، ادب وغیرہ[150]

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے بھی علم کی تین قسمیں بیان کی ہیں:

۱- عقلیہ ۲-ملیہ ۳-شرعیہ

۱- عقلیہ سے مراد وہ علوم ہیں جو فلاسفہ اور سائنس دانوں کا موضوع بحث بنیں۔

۲-ملیہ سے مراد وہ علوم ہیں جن میں کلام اور معتقدات سے متعلق مباحث ہوں۔

۳-شرعیہ سے مراد وہ علوم ہیں جو کتاب وسنت سے ماخوذ ہوں[151]۔

تعلیم نسواں کے بنیادی حدود

دیگر علماء اور مصنفین کے یہاں کچھ اور تقسیمات بھی ملتی ہے، علماء کی ان تقسیمات کا مقصد انسانوں کو ان علوم کی طرف متوجہ کرنا ہے، جو انسانیت اور ملت کیلئے مفید ہوں، اسلام مقصدی علم کو اہمیت دیتا ہے، وہ تمام علوم جن کا تعلق تعمیری مقاصد سے ہو اسلام میں مطلوب ہے ،اور وہ تمام علوم جو منفی بنیادوں پر استوار ہوں قابل رد ہیں، دونوں کے صنفی تقاضے اور میدان کار جداگانہ ہیں، اور کسی کیلئے جائز نہیں کہ خدا کی بنائی ہوئی اس فطری تقسیم کو باطل قرار

---

150 - احیاء علوم الدین ج۱ ص۲۳

151 - فتاوی ابن تیمیہ ج۲۰ ص ۶۲ تا ۶۳

دے، اس لئے ہر وہ تعلیم اور طریق تعلیم اسلام میں مسترد کر دیا جائے گا جس سے عورت و مرد کی اس فطری تقسیم پر زد پڑتی ہو، جس سے عورت کی صنفی حیثیت متاثر ہوتی ہو، شریعت نے عورت کیلئے جو حدود مقرر کئے ہیں ان حدود کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہو، اور عورت و مرد کے درمیان فطرت نے جو رشتے قائم کئے ہیں اور بہتر زندگی گزارنے کیلئے اسلام نے جو خانگی نظام دیا ہے، ان رشتوں کا احترام پامال نہیں ہونا چاہئے، اور نہ اسلام کے عطا کردہ عائلی نظام کا شیرازہ بکھرنا چاہئے

موجودہ زمانہ میں عصری علوم تو کجا، دینی مضامین میں بھی عورتوں کو اعلی تعلیم اگر حدود اور اصول کی پوری رعایت کے ساتھ نہ دی جائے تو پورا گھریلو نظام متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا ، اس لئے عورتوں کو عصری علوم میں اعلی سے اعلی قابلیت اور مہارت حاصل کرنا اسلام میں اصلاً ممنوع نہیں ہے، بلکہ گذشتہ تفصیلات سے ثابت ہو چکا ہے کہ ماضی میں ہماری تابناک مثالیں بڑی تعداد میں موجود رہی ہیں، لیکن ان حدود کی رعایت کہاں تک ہو گی؟ اور عصری درسگاہوں میں پڑھنے کے بعد عورت ایک مسلمان بیوی، ماں، اور بہن کی حیثیت سے کس حد تک کامیاب ہو گی، یہ درسگاہوں کے معیار انتظام، منتظمین کے اخلاص واحتیاط، اور عورتوں کے اپنے احوال وظروف کے لحاظ سے مضامین کے انتخاب پر موقوف ہے۔۔۔۔ اسی لئے ہمارے بہت سے بزرگوں کو اس معاملہ میں اکثر تامل رہا، حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کی ایک تقریر کا اقتباس بعض کتابوں میں موجود ہے، وہ فرماتے تھے:

> "گھروں کے اندر چھوٹے چھوٹے مدارس قائم کیجئے لڑکیوں کو پڑھانے کے لئے ، لیکن اعلی تعلیم کا مسئلہ اور یہ سوال کہ عورتوں کے لئے بی، اے، ایم اے، ہونا ضروری ہے غور طلب ہے"[152]

---

152 ۔ اسلام اور پردہ ۲، مولانا مسعود اعظمی بحوالہ سہ ماہی دعوت حق ۴۰

خواتین کے تعلیم کے مسئلہ پر بعض علماء نے اچھا تجزیہ کیا ہے، مولانا مفتی سعید احمد صاحبؒ کی کتاب "عورت اور اسلام" سے ایک اقتباس سہ ماہی" دعوت حق تعلیم نسواں نمبر" میں شائع ہوا ہے وہ دعوت حق ہی کے حوالہ سے پیش خدمت ہے:

"جملہ علوم مروجہ دس درجوں میں تقسیم کرکے مردو عورت دونوں کے تعلق سے ہر ایک کا حکم الگ الگ ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) علم عقائد: نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور ان کے فرائض وواجبات، سنن مؤکدات وغیر مؤکدات ان چیزوں کی معرفت مردو عورت دونوں کے لئے ضروری ہے۔

(۲) باقی عبادات و معاملات اسلامیہ کا علم مردوزن ہر ایک کے لئے مندوب ہے، بشرطیکہ ہر علاقہ میں ایک مرد یا عورت کم از کم ایسی ہوں جو ان کو اچھی طرح جانتی ہو، اگر علاقہ میں کوئی بھی ایسا نہ ہو گا تو سب گنہگار ہونگے، کیونکہ یہ فرض کفایہ ہے، کسی ایک فرد کے ہوتے ہوئے دوسرے لوگوں پر جاننا فرض یا واجب نہیں رہتا بلکہ مندوب و مستحب ہوتا ہے۔

(۳) علم سیاست مدنیہ: یہ مرد کے لئے تو ضروری ہے بشرطیکہ وہ عاقل، بالغ اور آزاد ہو، البتہ عورت کے لئے اس علم کا سیکھنا مباح ہے لازم نہیں، اگر سیکھے تو منع بھی نہیں ہے۔

(۴) علم امور خانہ داری: تربیت اولاد اور تحفظ ناموس یہ چیزیں سیکھنا مردوں کے لئے لازم نہیں ہے بلکہ مباح ہے مگر عورتوں کے لئے ضروری ہے۔

(۵) علم جہاد تعرضی: غیر اسلامی ملکوں میں توحید خداوندی کو پہوچانے کے لئے جانا اور اس کے راستے میں ہونے والی رکاوٹوں کو دور کرنا یہ علم مردوں کے لئے

ضروری ہے، اور ان ہی کے ساتھ مخصوص ہے، عورتوں کے لئے مباح ہے، نہ ضروری ہے اور نہ مستحب۔

(٦) علم جہاد دفاعی: دشمنوں کی یلغار اور ان کے حملوں کو روکنے کا علم، تاکہ ملک وقوم تباہی وبربادی سے محفوظ ہو جائے، کیونکہ وقتی ضرورت پر اس میں ہر ایک کا شریک ہونا واجب ہے، اس لئے نوع انسانی کی ہر دو صنفوں کے لئے یہ علم لازم وضروری ہے۔

(٧) علم تاریخ وانساب وجغرافیہ اور سائنس: یہ مرد کے لئے تو مستحسن ہے، اور عورت کے لئے مباح ہے۔

(٨) علم اخلاق: جس سے اخلاق وعادات کی اصلاح ہو، یہ ہر ایک کے لئے لازم و ضروری ہے۔

(٩) علم حرفت ودستکاری: اس میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کا تعلق مردوں سے ہے، جبکہ بعض چیزیں عورتوں سے متعلق ہیں، مثلا توپ، تفنگ، بندوق وطیارہ سازی، کاشت کاری، کپڑا بافی اور ٹیلیگراف وغیرہ کا علم مردوں کے لئے مخصوص ہے، اور کپڑا بننا، سوت کاتنا، جراب وسویٹر وغیرہ کا بننا، اور پھول وغیرہ کاڑھنا، عورتوں کے ساتھ خاص ہے، لیکن دونوں چیزوں میں اس کے برعکس کرنے کی بھی گنجائش ہے، مگر جس میں فتنہ ہو، یا خوف فتنہ ہو، مثلا کاشت کاری، ٹیلیگراف وغیرہ کا علم اور ہتھیار سازی وغیرہ مفتی بہ قول کی رو سے عورت کے لئے جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں دینی ودنیوی دونوں مضرتیں ہیں، جن کا سدباب ہی لازم ہے۔

(١٠) علم رمل، سحر اور نجوم وغیرہ مرد وعورت ہر دو کے لئے یکساں طور پر حرام و

ناجائز ہے[153]

خلاصہ گفتگو یہ ہے کہ عورت کی صنفی حیثیت اور اس سے متعلق شرعی حدود و قیود کی مکمل رعایت ممکن ہو تو خواتین کو اعلی سے اعلی عصری و فنی تعلیم دینا درست ہے، اور اگر یہ کسی وجہ سے ممکن نہ ہو، تو ظاہر ہے کہ اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی، کیونکہ تعلیم خواتین کے لئے فضیلت ہے، اور فضیلت کے لئے فطرت کو مسخ کرنا جائز نہیں ہے۔

مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ زمانہ میں لڑکیوں کی اعلی عصری و فنی تعلیم کا معقول اور محفوظ انتظام کم از کم ہمارے ملک میں موجود نہیں ہے، جہاں تمام شرعی حدود و قیود کی رعایت ملحوظ رکھی گئی ہو، اور اس کے منتظمین مخلص اور صحیح العقیدہ ہوں، اس لیے بحالات موجودہ لڑکیوں کو مروجہ عصری درسگاہوں میں بھیجنا خطرے سے خالی نہیں، موجودہ حالات ہی کے تناظر میں ہمارے اکثر علماء اور مفتیوں نے اس قسم کی اعلی عصری تعلیم کو ناجائز قرار دیا ہے، حضرت مولانا مفتی عبد الرحیم لاجپوری صاحب فتاوی رحیمیہ نے مختلف اکابر اور مشائخ کے اقتباسات کی روشنی میں تفصیلی کلام کیا ہے، ان کے ایک طویل فتوے کا اقتباس ملاحظہ ہو:

"انگلش میں نام اور پتہ لکھ سکے، اتنا سیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، کبھی شوہر سفر میں ہو، اور اس کو خط لکھنے میں انگلش پتہ کی ضرورت ہو تو غیر کے پاس جانا نہ پڑے، مگر لڑکیوں کو اسکول اور کالج میں داخل کر کے اونچی تعلیم دلانا اور ڈگریاں حاصل کرانا جائز نہیں، کہ اس میں نفع سے نقصان کہیں زیادہ ہے، (اثمھما اکبر من نفعھما) تجربہ بتلاتا ہے، کہ انگلش تعلیم اور کالج کے ماحول سے اسلامی عقائد واخلاق وعادات بگڑ جاتے ہیں، آزادی، بے شرمی، بے حیائی، بڑھ جاتی ہے، جیسا

---

153 - عورت اور اسلام مفتی سعید احمد علی سعید ۱۵۴ تا ۱۵۶، دعوت و تبلیغ نسواں نمبر ۳۸ تا ۳۹

کہ مرحوم اکبر الہ آبادی نے فرمایا ہے:

نظر ان کی رہی کالج میں بس علمی فوائد پر
گرا کیں چپکے چپکے بجلیاں دینی عقائد پر

سر سید مرحوم لکھتے ہیں:

"اسی طرح لڑکیوں کے اسکول بھی قائم کئے گئے جن کے ناگوار طرز نے یقین دلایا کہ عورتوں کو بد چلن اور بے پردہ کرنے کے لئے یہ طریقہ نکالا گیا ہے،(اسباب بغاوت ہند)

اگر ایک مسلمان بچی اونچی سے اونچی تعلیم کی ڈگری حاصل کر بھی لے، لیکن اس کوشش میں مذہب کا دامن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تو اس کا ڈگریاں حاصل کرنا قوم کے لئے کیا مفید ہو سکتا ہے، مفید اس وقت ہو سکتا ہے جب مسلمان رہ کر ترقی کرے، کیا خوب کہا ہے،

اکبر الہ آبادی نے:

فلسفی کہتا ہے کیا پروا ہے گر مذہب گیا
میں کہتا ہوں بھائی، یہ گیا تو سب گیا

شریعت کا قانون ہے کہ فائدہ حاصل کرنے کے بجائے خرابی سے دور رہنا اور برائی سے بچنا ضروری ہے، لڑکیوں کی فطرت اثر بد کو جلد قبول کر لیتی ہے، اور مذہبی لحاظ سے معاشی ذمہ داریاں بھی ان پر نہیں ہوتیں، تو ان کو انگریزی تعلیم سے علیحدہ رہنا چاہئے، بقول اکبر الہ آبادی:

تم شوق سے کالج میں پھلو، پارک میں پھولو

جائز ہے غباروں میں اڑو، چرخ پہ جھولو
بس ایک سخن بندۂ عاجز کا رہے یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو[154]

اس لئے ہمارے ملک کے مسلمانوں کو اس جانب توجہ دینی چاہئے، بالخصوص ہمارے سربراہ اور نمائندہ حلقوں کو ادھر بہت دھیان دینے کی ضرورت ہے، کیونکہ جب تک حالات وظروف سازگار نہ ہوں نظریہ کے ساتھ عمل کا اشتراک ناممکن ہے، واللہ اعلم بالصواب

154- فتاویٰ رحیمیہ ج ا ص ۲۱ تا ۲۶